حجاب
قیمت =/60 روپے
شمارہ فروری ۲۰۱۸
رجسٹریشن نمبر ایم سی ۱۳۰۸
aanchalpk.com aanchalnovel.com
قیمت =/60 روپے

Digest Novels Lovers Group

رُت بیت گیا کی آئی

حمیرا علی

''کیا فرق پڑتا ہے عیشا نہیں تو پھر کوئی بھی ہو۔''
اس نے جوتے کی نوک سے پتھر کو ٹھوکر ماری' پتھر اڑتا ہوا دور جا گرا۔

''عیشا نہیں تو پھر کوئی بھی کیوں' میں کیوں نہیں؟ تم نے مجھے عیشا کی وجہ سے رد کیا تھا مگر اب وہ نہیں ہے اور اس کی واپسی کا کوئی امکان بھی نہیں۔ برہان...... تم چچی جان سے بات کرو' مجھے یقین ہے وہ میرے لیے انکار نہیں کریں گی اور اگر کریں بھی تو تم انہیں منالینا۔'' صدف لجاجت سے بولی۔ برہان نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا وہ اس کی چچازاد تھی' اس کی زندگی میں آنے والے نشیب وفراز سے آگاہ بھی تھی مگر اس کے باوجود بضد تھی کہ وہ اس کے لیے اسٹینڈ لے۔ وہ ایک بازی ہار چکا تھا اور دوسری کھیلنے میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

''صدف...... میں یہ شادی اپنی خوشی اور مرضی سے نہیں کررہا' امی نے ہی کوئی لڑکی منتخب کی ہے میں تو اسے جانتا تک نہیں ہوں اور پھر پاپا کی بھانجی ہو یا بھتیجی امی کو اپنے سسرالی رشتے داروں سے ازلی پُرخاش ہے اگر ایسا نہیں ہوتا تو آج عیشا میری زندگی میں ہوتی۔'' وہ دل گرفتہ تھا۔

''اور پھر بھی تم زینب چچی کے اشاروں پر چل رہے ہو' انہوں نے اپنی ہی جیسی کسی تیز مزاج اور کڑوی زبان کی کینہ پرور اور جھگڑالو لڑکی کو منتخب کیا ہوگا جو اُن ہی کی طرح مغرور اور خود غرض بھی ہوگی' سیدھی سادی لڑکی کا انتخاب کرنا چاہیے۔ میں تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں میری ہمراہی میں تم گزری ہر بات فراموش کردو گے۔ مجھے یقین ہے کہ تم عیشا کو بھی بھول جاؤ گے۔'' وہ وثوق سے بولی' برہان نے اسے تاسف سے دیکھا۔

''صدف...... میں گھر میں کوئی نیا محاذ نہیں کھولنا چاہتا' بہتر ہے امی اپنی تسلی کرلیں' وہ لڑکی جیسی بھی ہوگی کم از کم امی مجھ سے شکایت نہیں کریں گی اس کی۔ میں اپنی زندگی میں سکون چاہتا ہوں' میں تمہارے لیے بلکہ کسی کے لیے بھی کوئی مشکل نہیں کھڑی کرنا چاہتا اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں ساری زندگی شادی ہی نہیں کرتا۔ تم اچھی طرح عیشا کے لیے میرے پاگل پن سے واقف ہو مگر وہ اجنبی لڑکی جسے امی میرے لیے منتخب کرچکی ہیں' وہ ہر بات سے انجان ہے' اسے فی الحال آگہی کا عذاب نہیں جھیلنا پڑے گا۔ وہ میری محبت اور اس کی شدت سے بے خبر ہے اگر کبھی ہمارے درمیان حتمی فیصلے اور دائمی فاصلوں کی نوبت آئی تو فیصلہ کرنا دشوار نہیں ہوگا کیونکہ اس کی مجھ سے کوئی جذباتی وابستگی نہیں ہوگی جبکہ تمہارے معاملے میں صورت حال بالکل اس کے برعکس ہوگی۔''

''او...... تو یوں کہو ناں کہ اب بھی عیشا کی واپسی کا امکان روشن ہے' تمہیں توقع ہے کہ وہ پلٹ کرآئے گی لہٰذا تم نے مستقبل کی پوری منصوبہ سازی پہلے ہی کرلی ہے۔ شادی سے لے کر علیحدگی تک ہر بات کا جواز موجود ہے تمہارے پاس۔'' صدف زہر خند ہوئی' برہان اس کے پل پل بدلتے مزاج کے رنگوں سے بخوبی واقف تھا مگر پھر بھی اسے اس کا انداز ناگوار گزرا۔

''ہرگز نہیں' میں صرف تمہیں نفع ونقصان سے آگاہ کررہا ہوں' میرے ساتھ سفر کرنا آسان نہیں ہوگا۔ ہوسکتا ہے تمہارے ہاتھ سوائے پچھتاوے کے اور کچھ نہ آئے۔'' وہ بے مروتی سے بولا' رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔

صدف اسے لان میں تنہا دیکھ کر چلی آئی تھی' وہ آج یہاں اس سے بات کرنے کی غرض سے زبردستی رکی تھی ورنہ زینب چچی کے خطرناک تیور اور حرا بھابی کا بے زار چہرے سے اچھی طرح باور کرا گیا تھا کہ اس کا رکنا انہیں کس قدر ناگوار گزرا ہے اور اس وقت کم وبیش برہان کا

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

انداز اور لب ولہجہ بھی ویسا ہی تھا۔

''اور اگر کبھی اس اجنبی لڑکی نے تم سے توقعات وابستہ کیں' تم سے تمہاری محبت کا مطالبہ کیا۔ ایک مکمل اور آسودہ زندگی کا تقاضا کیا' اپنی وفا' اپنی محبت اور اپنی رفاقت سے تمہارا دل موہ لینا چاہا تو پھر کیا عذر تراشو گے۔ کیسے دامن بچاؤ گے' تمہیں کیا لگتا ہے وہ اجنبی لڑکی تمہیں تمہاری محبت کے ساتھ تنہا چھوڑ دے گی' کبھی تمہارے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرے گی۔ کیا اس کے لیے بھی تم سے دستبردار ہونا اتنا ہی آسان ہوگا' جتنا تمہارے لیے ہے۔ تمہیں یقین ہے کہ عیشا کے پلٹ کر آجانے کے بعد وہ اپنی جگہ آرام سے چھوڑ دے گی؟'' صدف نے استہزائیہ انداز میں استفسار کیا' برہان نے برہمی سے اسے دیکھا۔

''صدف...... میں تمہارے سامنے جوابدہ نہیں ہوں' بہتر ہوگا کہ تم میرے معاملات سے دور رہو۔'' وہ بے رخی سے بولا' صدف پاؤں پٹختی ہوئی چلی گئی۔ برہان سر جھٹک کر رہ گیا۔ ''اور اگر وہ لڑکی بھی صدف کی طرح خود سر اور تند و تیز مزاج کی حامل ہوئی تو زندگی پہلے سے زیادہ دشوار اور تلخ ہوجائے گی۔'' برہان نے بددلی سے سوچا' عیشا نہیں تو کوئی بھی نہیں اس نے ایسا ہی سوچا تھا مگر آخر اسے ہتھیار ڈالنے ہی پڑے تھے۔

❁......❁......❁

مریم پھوپو جس وقت بیوگی کی چادر اوڑھ کر ان کی دہلیز پر آئیں' اس وقت عیشا صرف آٹھ سال کی تھی۔ مریم کے شوہر اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے' ان کے ساس سسر حیات نہیں تھے نہ ہی ان کے پاس کوئی دوسرا ٹھکانہ تھا۔ مریم پھوپو کے شوہر یوسف ایک رات خاموشی سے خالق حقیقی سے جاملے یہ عقدہ بعد میں کھلا کہ ان کا چھوٹا سا کاروبار ڈوب گیا تھا اور وہ قرضوں کے تلے ڈوبے ہوئے تھے فکر معاش اور آنے والے وقت کے خوف نے انہیں دیمک کی طرح چاٹ لیا تھا ان کا انتقال دماغ کی رگ پھٹنے سے ہوا تھا۔ مریم کا استقبال بھائی کے گھر میں بے دلی اور بے زاری سے ہی نہیں بلکہ طعنوں تشنوں سے ہوا تھا۔ زینب ہرگز بھی انہیں اس گھر میں رکھنے کے حق میں نہیں تھیں۔

''صرف ایک رضا ہی تمہارے بھائی نہیں ہیں' ذکاء بھائی اور حسن بھی تمہارے بھائی ہیں۔ تم ان میں سے کسی کے گھر کیوں نہیں چلی جاتیں۔'' زینب بدلحاظی سے بولی تھیں' مریم کے پاس سوائے خاموشی کے اور کوئی جواب نہیں تھا' رضا صاحب اپنے بہن بھائیوں میں سب سے زیادہ صاحب استطاعت اور مالی طور پر مستحکم تھے۔ دوسرے دونوں بھائیوں نے مریم کو رضا صاحب کے گھر کی راہ دکھائی تھی' کوئی بھی انہیں رکھنے پر آمادہ نہیں تھا۔ یہاں سے جاتیں تو ان کا ٹھکانہ یقیناً دارالامان ہوتا مگر خوش نصیبی سے اس کی نوبت نہیں آئی رضا صاحب نے بیوی کی مخالفت کی پروانہ کرتے ہوئے' بہن کو رہنے کے لیے ایک کمرہ دے دیا۔ یہ الگ بات تھی کہ اس کے بعد اٹھتے بیٹھتے زینب' مریم اور عیشا کو ان کی کم مائیگی کا احساس دلاتی رہتی تھیں' ان کی دیکھا دیکھی بلکہ ان کی شے پر ان کی اکلوتی بیٹی جویریہ بھی عیشا پر حکم چلانے لگی۔ مریم اس کی پھوپو تھیں مگر وہ ان سے بھی بدتمیزی کرتے ہوئے نہیں چوکتی تھی۔

رضا صاحب کی وفات کے بعد زینب کی زبان کی تیزی نئے جوہر دکھانے لگی تھی۔ انہوں نے شوہر کے انتقال کے دوسرے ہی دن مریم کو نیا ٹھکانہ ڈھونڈنے کا کہہ دیا تھا جیسے نیا ٹھکانہ ڈھونڈنا بے حد آسان ہو۔ مریم بے چاری ان کی صورت دیکھتی رہ گئیں' عیشا ابھی ایس سی کی طالبہ تھی خواہش تو اس کی بھی یہی تھی کہ پڑھ لکھ کر وہ اپنا اور اپنی ماں کا بوجھ خود اٹھائے مگر ابھی تو وہ خود کسی قابل نہیں ہوئی تھی۔ برہان پہلی بار ماں کے فیصلے کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہوگیا تھا۔ فیضان بھائی غیر جانبدار بنے صرف تماشہ دیکھتے رہے۔

''پھوپو کہاں جائیں گی؟ اتنا بڑا گھر ہے اگر ایک کمرے میں پھوپو اور عیشا رہ رہی ہیں تو آپ کو کیا

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

اعتراض ہے اس پر' آخر یہ پاپا کا فیصلہ تھا۔ میں اس طرح پھوپو اور عیشا کو بے سہارا نہیں چھوڑ سکتا اگر پھوپو اور عیشا گئیں تو میں بھی ان کے ساتھ ہی چلا جاؤں گا۔'' وہ خود سر اور سرکش ہی نہیں جذباتی بھی تھا اور کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ ایسا کر بھی گزرتا۔ زینب اسی دن سے خوف زدہ تھیں' بیٹے کی آنکھوں میں عیشا کے لیے پسندیدگی کے رنگ وہ پہلے ہی دیکھ چکی تھیں اور مریم اور عیشا کو گھر بدر کرنے کا فیصلہ بھی سدباب کے طور پر کیا تھا مگر برہان کی جذباتیت اور بے خوفی نے انہیں متوحش کردیا تھا۔

اس نے حال ہی میں ایم بی اے کے امتحانات دیئے تھے ابھی تو اس کا رزلٹ بھی نہیں آیا تھا' اس کے باوجود اسے اپنے مستقبل کی فکر نہیں تھی کیونکہ اسے اپنی ذہانت اور زور بازوؤں پر پورا بھروسہ تھا۔ اس لڑکی کے لیے وہ سب کچھ چھوڑنے پر آمادہ تھا' زینب نے اسے جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی دی مگر اس نے اہمیت نہیں دی۔ زینب کو ہرگز گوارہ نا تھا کہ وہ اس طرح گھر چھوڑ کر چلا جاتا' انہوں نے وقتی طور پر خاموشی اختیار کرلی اور اپنے مطالبے سے پیچھے ہٹ گئیں۔ بیٹے کی سرکشی اور خودسری انہیں بہت کچھ باور کراگئی تھی' انہوں نے اندر ہی اندر عیشا کے لیے رشتے تلاش کرنا شروع کردیئے تھے حالانکہ برہان کہہ چکا تھا کہ انہیں عیشا کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں مگر زینب کے نزدیک اس کی خواہش سے زیادہ اپنی ضد کی اہمیت تھی' ان کے لیے اول روز سے مریم اور عیشا کا وجود ناقابل برداشت تھا اور اب تو جیسے انہوں نے برہان کی خواہش کو انا کا مسئلہ بنالیا تھا۔ انہوں نے عیشا کے خلاف خاندان بھر میں نامناسب باتیں پھیلانا شروع کردیں۔ نازیبا زبان' رکیک الزامات مریم اور عیشا ان کی زبان کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھیں۔ عیشا برہان سے محبت کرتی تھی مگر اسے اپنا پندار' اپنی عزت نفس ہر شے سے زیادہ عزیز تھی۔ برہان نے ماں کی باتوں سے تنگ آکر عیشا سے کورٹ میرج کرنے کا فیصلہ کرلیا مگر عیشا نے انکار کردیا وہ لوگوں کی باتوں سے خوف زدہ تھی' مریم اپنے مرحوم بھائی کے احسانات کے بوجھ تلے دبی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی بیٹی کی وجہ سے اس گھر میں کوئی تلخی نہیں چاہتی تھیں حالانکہ ان کی کتنی خواہش تھی کہ برہان ان کا داماد بنتا وہ انہیں ہمیشہ سے عزیز تھا۔

فیضان کے مقابلے میں اس نے ہمیشہ ماں کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر مریم کا خیال رکھا تھا حالانکہ اسے مریم پھوپو اور عیشا سے بات کرنے کی وجہ سے عموماً ماں کے عتاب کا نشانہ بننا پڑتا تھا مگر اس کے باوجود اس نے کبھی زینب کے ناروا سلوک اور تلخ کلامی کی مخالفت کرنا نہیں چھوڑا۔ عیشا کی آنکھوں میں ہمہ وقت ٹھہرے رہنے والے آنسو برہان کو اذیت میں مبتلا کردیتے تھے' وہ ان آنکھوں میں فقط اپنے لیے محبت دیکھنا چاہتا تھا اس کے سنجیدہ چہرے پر خوشیوں کے رنگ بکھیر دینا چاہتا تھا۔ مسکراہٹ سے ناآشنا گداز لبوں کو مسکراہٹ سے روشناس کرانا چاہتا تھا۔ عیشا اس کی خوشیوں کا سبب تھی اس کے خوابوں اور خواہشوں کا محور تھی مگر اس کی بے خبری میں اس کی دنیا ویران کردی گئی۔ برہان کو کسی بات کی ہوا تک نہیں لگنے دی اور عیشا کو رخصت بھی کردیا گیا' وہ سر شام گھر آیا تو گھر میں منعقد ہونے والی تقریب کے آثار دیکھ کر وہ ٹھٹک گیا۔

''آج عیشا کا نکاح تھا۔'' جویریہ آپا نے مسرور سے انداز میں اسے آگاہ کیا' اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

''دماغ تو ٹھیک ہے آپ کا' عیشا کا نکاح کیسے ہوسکتا ہے؟''

''کیوں نہیں ہوسکتا اور یہ نوبت اسی کی وجہ سے آئی ہے اگر وہ ایسے گل نہ کھلاتی تو مجھے بھی مجبور ہوکر اسے اس طرح جلد بازی میں رخصت نہ کرنا پڑتا اور سچ بات تو یہ ہے کہ یہ اس کی ماں کا فیصلہ تھا۔'' انہوں نے ناک پر سے مکھی اڑائی۔

''امی...... اس نے ایسا بھی کیا کردیا تھا جو آپ اس پر اس طرح الزامات عائد کررہی ہیں' آپ کا دل نہیں کانپتا اس معصوم پر الزامات لگاتے ہوئے' آپ کی اپنی

WW.URDUSOFTBOOKS.COM

بھی بیٹی ہے پوتی اور نواسیاں ہیں اگران میں سے کسی پر اس طرح براوقت آن پڑے......" وہ پھٹ پڑا۔

"اونہہ......اس بے کردار اور بے حمیت لڑکی سے میری بچیوں کا کیا مقابلہ میں جانتی نہیں کہ اس نے کس طرح تمہیں اپنے حسن اور اداؤں کے جال میں پھنسایا ہے۔ ایسے ہی تو تم اس کے لیے اپنی ماں کے سامنے ڈٹ کر نہیں کھڑے ہوگئے اس لڑکی نے تمہیں ورغلایا ہے اور تم اس بدچلن لڑکی کے لیے اپنی ماں سے الجھ رہے ہو۔" وہ بے لحاظ ہوکر بولیں۔

"امی......! اگر وہ بے کردار اور بے حمیت ہے تو پھر میں بھی بے کردار اور بے حمیت ہوں کیونکہ جو الزام آپ نے اس پر عائد کیا ہے وہ میرے حوالے سے ہے۔ امی آپ کو احساس تک نہیں کہ مظلوم و معصوم لڑکی کی آہ اس گھر کو لگ سکتی ہے میرے دل کی طرح یہ گھر بھی ویران اور برباد ہوسکتا ہے۔" وہ تھکن زدہ لہجے میں بولا اس نے مریم پھوپو سے بہت مشکلوں سے اس کے سسرال کا پتا لیا تھا' وہ ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر اگلے دن اس کے سسرال چلا آیا اور وہاں آ کر اسے ایک نئے صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ لوگ مالی طور پر ہی نہیں ذہنی طور پر بھی پسماندہ تھے۔ پتا نہیں اس کی ماں کو عیشا سے ایسی کون سی پرخاش تھی جس کا بدلہ انہوں نے اس طرح لیا تھا اسے جیسے کسی برزخ میں دھکیل دیا گیا تھا اسے جہیز کے نام پر کچھ نہ دینا پڑے اس لیے اس کی شادی اس طرح کے پست ذہنیت لوگوں میں کردی تھی۔ وہ لوگ برہان کو دیکھتے ہی جہیز نہ دینے کا شکوہ کرنے لگے تھے۔

"تم وہ ہی ہوناں جس کے ساتھ اس لڑکی کا چکر چل رہا تھا۔" ایک بھاری بھر کم خاتون نے لب کشائی کی۔

"اسے جہیز کے نام پر ایک پھوٹی کوڑی تک نہیں دی ایسے ہی خالی ہاتھ رخصت کردیا تم لوگوں نے۔" اس کی نند نے جتایا وہ پہلے ہی ان لوگوں کے انداز و اطوار دیکھ کر ششدر تھا' عیشا کے شوہر کو دیکھ کر غم و غصے سے پاگل ہونے لگا' وہ شخص چالیس پینتالیس سال کے لگ بھگ تھا انتہائی واجبی شکل و صورت کا آٹھویں پاس بے روزگار انسان تھا۔ اس کی پہلی دو بیویاں اسے اس کی کام چوری اور کاہلی کی عادت سے تنگ آ کر چھوڑ گئیں تھیں اس کے پہلے ہی تین بچے تھے۔

عیشا جیسی کم عمر' خوب صورت اور تعلیم یافتہ باشعور لڑکی ہرگز بھی اس ظلم کی مستحق نہیں تھی۔ اس نے برہان کے کہنے کے باوجود اس کے ساتھ جانے سے انکار کردیا تھا۔

"تم ابھی یہاں سے چلو۔" وہ اسے دیکھتے ہی بولا۔

"میں اب بھی اس گھر کا رخ نہیں کروں گی' ان الزامات کے بعد مجھے مرجانا چاہیے تھا مگر میں زندہ ہوں اگر خودکشی حرام نہ ہوتی تو شاید اب تک میں موت کو گلے لگا چکی ہوتی۔" وہ سرد لہجے میں بولی تھی' برہان اس کے لہجے کی سفاکیت پر کانپ اٹھا' ایک دم ہی جیسے گھٹن بڑھ گئی تھی' برہان کا دل بند ہونے لگا وہ اس چھوٹے سے گھر کا بیرونی دروازہ عبور کرنے تک نڈھال ہوچکا تھا۔

❁......❁......❁

"تمہاری پھوپو بتارہی تھیں کہ عیشا کے یہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے اور تم ہو کہ جوگ لے کر بیٹھے ہو کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم کہ اس کی آہ و بکا تمہاری خوشیوں کو نگل چکی ہے۔" عیشا کی شادی کو ڈیڑھ سال گزر چکا تھا' وہ خواب جو کبھی اس نے دیکھے تھے آج اس کی کرچیاں آنکھوں کو لہولہان کررہی تھیں۔ زینب کا اصرار تھا کہ وہ شادی کرلے انہوں نے بالا ہی بالا اس کے لیے لڑکی بھی ڈھونڈ لی تھی اور اس سے ہاں کرانے کے لیے زینب کو زیادہ تردد بھی نہیں کرنا پڑا' وہ بلند فشار خون کی مریضہ تھیں۔ پابندی سے بلڈ پریشر کی دوائی کھاتی تھیں' بس ایک دن انہیں دوائی چھوڑنا پڑی تھی' ان کا بلڈ پریشر بڑھ گیا تھا۔ برہان سے انہوں نے اکھڑتی سانسوں اور اپنی بگڑتی حالت میں آخر ہاں کروائی تھی۔ اس کے ننھیال اور ددھیال میں ایک سے بڑھ کر ایک خوب صورت لڑکیاں موجود تھیں مگر زینب نے خاندان سے باہر کی

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

لڑکی کو ترجیح دی تھی۔

❀......❀......❀

"ماریہ...... تمہارے لیے کال ہے۔" نائلہ آپی کی آواز پر اس نے چونک کر موبائل تھاما' نائلہ آپی عجلت میں تھیں اسے موبائل پکڑا کر چلی گئیں۔ شادی والا گھر تھا اور ان کے لیے کرنے کے لیے ہزار کام موجود تھے۔

"میں صدف بول رہی ہوں' تمہارے ہونے والے شوہر برہان رضا کی کزن۔" وہ دوسری طرف موجود شخصیت سے قطعی ناواقف تھی مگر ساتھ دیا جانے والا مستند حوالہ اسے چونکا گیا حالانکہ برہان رضا سے بھی فقط نام کی حد تک واقفیت تھی۔ چند ایک رسمی جملوں کے تبادلے کے بعد جو کچھ اس صدف نامی لڑکی نے کہا وہ ہرگز بھی نظر انداز کیے جانے کے لائق نہیں تھا۔

"میں نے ایک لفظ بھی غلط نہیں کہا' وہ آج بھی عیشا کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ اپنی ماں سے بھی ناراض ہے صرف عیشا کی وجہ سے میں برہان کی ہی نہیں تمہاری بھی خیر خواہ ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ تم بے خبری میں ماری جاؤ' اسے کسی ہمدرد اور غمگسار کی ضرورت ہے۔ ایسی لڑکی جو اسے عیشا سے بھی زیادہ چاہے' تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہرگز خوش نہیں رہ سکو گے' بہتر ہوگا کہ تم انکار کردو کیونکہ یہ شادی تمہارے لیے سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔" صدف نے پُرزور تاکید کی اور سلسلہ منقطع کردیا' ماریہ لب بستہ ہاتھ میں موبائل لیے بیٹھی رہ گئی۔

"انکار......" کتنی دیر بعد اس کے لبوں نے بے آواز جنبش کی تھی اس نے اپنے ہاتھوں پر لگی مہندی کے پیچیدہ نقش ونگار کے درمیان میں لکھے اس شخص کے نام کو بغور دیکھا جسے وہ جانتی تک نہیں تھی۔ وہ اس کے والدین کا انتخاب تھا' چند دن پہلے ان کے جاننے والوں کے توسط سے یہ رشتہ آیا تھا' سارے معاملات آناً فاناً ہی طے پاگئے تھے۔ امی ابو کو عمرہ کی ادائیگی کے لیے جانا تھا اور انہیں یہی مناسب لگا کہ پہلے اس کے فرض سے سبکدوش ہوجائیں اس کا دل وسوسوں اور اندیشوں میں گھر گیا مگر اس نے کسی سے تذکرہ نہیں کیا۔ اگلے دن اس کی بارات تھی نہ ہی سوچنے کا وقت تھا اور نہ ہی فیصلے کا اختیار' وہ دل میں در آنے والے اندیشوں کے ہمراہ رخصت ہوگئی تھی۔

digest.library.com

❀......❀......❀

سسرال میں اس کا استقبال روایتی گرم جوشی اور تپاک سے کیا گیا' ساس' نندیں' جٹھانی اور خاندان کی دیگر خواتین رسمیں کرنے کے لیے اسے تادیر اپنے جھرمٹ میں لیے بیٹھی رہیں مگر دلہا صاحب کو اپنے دوستوں سے فرصت نہیں تھی۔ کافی دیر انتظار کے بعد اسے حجلہ عروسی میں پہنچادیا گیا۔ اس کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے کمر اکڑ گئی تھی۔ کمرے کا خوشگوار اور فسوں خیز ماحول بھی اس کی کبیدگی دور کرنے میں ناکام تھا۔

"ہوسکتا ہے گزشتہ رات کسی نے میرے ساتھ مذاق کیا ہو۔" وہ ذہن ودل میں کنڈلی مار کر بیٹھ جانے والے ہر اندیشے کا سر کچل دینا چاہتی تھی مگر کل رات سے اب تک اس صدف نامی لڑکی کی باتیں اس کے ذہن سے محو نہیں ہوئی تھیں۔ خود کو مسلسل سمجھانے کے باوجود اس کا دل بوجھل ہورہا تھا' آخر تین بجے کے قریب اس کے صبر وبرداشت کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ اپنے سجے سجائے سراپے پر اس نے ایک نظر بھی ڈالنا گوارہ نہیں کیا۔ انتہائی بددل ہوکر اس نے زیور' میک اپ اور بھاری شرارے سے جان چھڑائی' ہلکے پیازی رنگ کا کاٹن کا لباس زیب تن کیا اور بیڈ کے کنارے پر لیٹ کر سر سے پاؤں تک چادر اوڑھ لی' اس میں رد کیے جانے اور ٹھکرائے جانے کی اذیت سہنے کی ہمت نہیں تھی۔ کوشش کے باوجود نیند اس پر مہربان ہونے کو تیار نہیں تھی۔ اس کی سماعتیں کسی آہٹ کی منتظر تھیں اور اس کے لیٹنے کے کچھ دیر بعد ہی وہ آگیا بلکہ اسے مجبور کرکے جبراً بھیجا گیا تھا۔

"حد ہوگئی ہے برہان...... وقت دیکھو چار بجنے والے ہیں اور تم اس وقت بھی اپنی پرانی محبت کا سوگ منا رہے ہو۔ دلہن بے چاری تمہارا انتظار کررہی ہوگی۔" جویریہ آپا کی سرگوشی نما آوازرات کے سناٹے میں ماریہ کو

URDUSOFTBOOKS.COM

دروازے کے اس پار بھی سنائی دے گئی۔
"اصل میں تو میں یہ شادی کرنا ہی نہیں چاہتا تھا مگر امی کے بیماری کے بہانے نے مجھے مجبور کردیا اور آپ سب بھی اس ڈرامے میں شامل تھے۔" اس کی بھاری مردانہ آواز قدرے بلند تھی' ماریہ نے بغیر کسی کوشش کے باآسانی ایک ایک لفظ سنا۔
"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے فی الحال تم اندر جاؤ' وہ بے چاری تمہارا انتظار کررہی ہوگی۔" جویریہ نے دوبارہ وہ ہی بات دہرائی' وہ ان پر ایک برہم نظر ڈال کر اندر چلا آیا۔ ماریہ منتظر ہی رہی کہ وہ مخاطب کرے گا مگر وہ لباس تبدیل کرنے کے بعد صوفے پر نیم دراز سگریٹ کا دھواں اڑاتا رہا۔ اپنی جلد بازی پر کڑھتے ہوئے برہان کے طرزِ عمل سے خائف اپنی ہی سوچوں سے الجھتے ہوئے وہ پتا نہیں کب سوگئی تھی۔

❁ ❁ ❁

صبح ماریہ کی آنکھ کھلی تو وہ نا صرف جاگ رہا تھا بلکہ بے حد تر و تازہ ڈریسنگ ٹیبل کے قد آور آئینہ کے سامنے کھڑا اپنے گہرے سیاہ چمک دار بالوں کو سنوار رہا تھا۔ اس کا بلند قد نمایاں تھا' چمک دار گندمی رنگت اور تیکھے جاذبِ نظر نقوش والے چہرے پر جچی بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھوں کے تصادم نے ماریہ کو اچھا خاصا نروس کردیا تھا کچھ سمجھ نہیں آیا تو اس نے ٹپٹا کے سلام کردیا' برہان نے فقط دیکھنے پر اکتفا کیا۔ وہ اپنی متلاطم دھڑکنوں کو سنبھالتی اٹھ کر جلدی سے واش روم میں بند ہوگئی۔
نائلہ آپی نے کہا تھا "تم اسے دیکھو گی تو اپنی خوش نصیبی کا یقین ہوجائے گا" اپنی خوش نصیبی کا تو پتا نہیں البتہ برہان کی خوب صورتی کے جتنے قصیدے اپنی بھابی' بہن اور اکلوتی سہیلی طاہرہ سے سنے تھے ان پر وہ ضرور ایمان لے آئی تھی۔ سارا دن وہ منظر سے غائب رہا' شام کو ولیمے کی تقریب تھی۔
"کل سے زیادہ آج حسین لگ رہی ہو۔" نائلہ آپی نے اس سے ملتے ہوئے بلند آواز میں کہا' وہ جزبز ہوکر رہ گئی۔ وہ بالکل قریب ہی بیٹھا تھا اور ماریہ کے حواس کل بارات والے دن سے زیادہ آج بیدار تھے۔
"برہان کے ہوش تمہیں دیکھ کر اڑے ہوں گے یا تمہارے برہان کو دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل ہے۔" نائلہ آپی نے مزید اس کی جان مشکل میں ڈال دی' کیا کہتی دم بخود تو وہ رہ گئی تھی۔ برہان تو بالکل نارمل نظر آرہا تھا' ولیمے کی تقریب ختم ہونے کے بعد اس کے والدین اسے اس کی ساس کی اجازت سے ساتھ ہی لے گئے۔ دو دن بعد ان کی عمرہ کی ادائیگی کے لیے روانگی تھی' برہان سے اس کی براہ راست کوئی بھی بات نہیں ہوئی' اس کے رویے سے اندازہ لگانا دشوار تھا کہ اس کے احساسات کیا ہیں وہ کم گو تھا لیکن اس کے گھر والوں سے اچھی طرح ملا تھا۔ ماریہ نے اس صدف نامی لڑکی کو بھی دیکھا تھا مگر اس سے بھی کوئی بات نہیں ہوئی البتہ عیشا نامی لڑکی سے ملنے کے لیے وہ اندر ہی اندر بے چین ہوتی رہی۔ اپنی کیفیت سے وہ خود بھی جھنجھلا رہی تھی۔
"میری کون سی اس سے دلی وابستگی ہے اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو کرتا رہے۔" اس نے تقریب کے دوران کئی بار خود کو باور کرایا تھا۔

❁ ❁ ❁

"کیا بات ہے تم اس طرح خوش اور مطمئن نظر نہیں آرہی جس طرح تمہیں نظر آنا چاہیے۔" طاہرہ اس سے ملنے آئی تو اس کی چھیڑ چھاڑ اور شوخ جملوں پر ماریہ یا تو خاموش تھی یا پھر زبردستی کی نمائشی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر طاہرہ کو مطمئن کرنے میں کوشاں تھی' اس کے پوچھنے پر بھی ماریہ نے اسے سہولت سے ٹال دیا تھا۔
"نہیں پہلے کبھی امی ابو کے بغیر نہیں رہی' اب وہ جارہے ہیں اور مجھے شدت سے احساس ہورہا ہے کہ اب بہت کچھ بدل چکا ہے۔" اس کی آنکھیں خود بخود بھیگیں' ابھی چند روز پہلے کی بات تھی وہ کس قدر بے فکر تھی' ابھی پندرہ دن پہلے اس نے بی اے کا آخری پرچہ دینے کے بعد اعلان کیا تھا کہ وہ یونیورسٹی میں ہرگز ایڈمیشن نہیں

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

لے گی۔ پڑھائی سے یوں بھی اس کی جان جاتی تھی طاہرہ کا مزید پڑھنے کا ارادہ تھا کاش وہ بھی مزید پڑھائی کا شوق ظاہر کردیتی یہ ہی بہانہ کام آجاتا۔ امی ابو نے کتنی آرام سے پرایا کردیا تھا وہ۔ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھی دونوں بھائی اور بڑی بہن نائلہ شادی شدہ اور بچوں والے تھے مگر اس کے باوجود وہ سب کی لاڈلی اور سر چڑھی تھی، والدین کی ہی نہیں، بہن بھائیوں کی بھی جان تھی اس میں، وہ چاہتی تو اپنا دل ان لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دیتی۔ والدین کی عزت و ناموس کا خیال کرتے ہوئے وہ بے چوں چرا رخصت ہوگئی تھی مگر آج وہ اپنے اندیشے برہان کی محبت کے سنے سنائے قصے انہیں بتاسکتی تھی اور کسی کو نہیں مگر اپنی عزیز از جان سہیلی کو ہمدرد اور راز دار جان کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرسکتی تھی لیکن اپنی جلد بازی میں وہ کوئی بھی مسئلہ نہیں کھڑا کرنا چاہتی تھی اور پھر برہان نے کون سا اس سے براہ راست کوئی بات کی تھی جو وہ شکایت کرتی۔ وہ دو دن تک کڑھتی رہی۔

''کوئی اتنا بے خبر رہ سکتا ہے، اتنا خاص تعلق اور ایسی بے نیازی ایک فون کال تک نہیں کی اس نے۔'' دھیان بھٹک بھٹک کر اسی کی طرف جارہا تھا، خود سے فون کرنا اسے معیوب لگ رہا تھا۔ ''پتا نہیں وہ کیا سوچے گا۔'' عجب طرح کے اندیشے لاحق ہوگئے تھے لیکن جب وہ اپنی فیملی کے ہمراہ اس کے والدین سے ملنے آیا تو وہ حیران رہ گئی۔ وہ امی ابو سے ملنے کے بعد اس کے بھائیوں سے مل رہا تھا اس کی طرف دیکھا تو وہ ایک بار پھر نروس ہوکر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی تھی۔

''تم کیسی ہو؟'' اس نے ماریہ کو حیران کردیا، اس نے اعتماد سے عاری آواز میں ''ٹھیک ہوں'' کہا اور کچن میں چلی آئی۔ کچھ دیر بعد وہ سب کے درمیان سے اٹھ کر بڑی بھابی سے اس کا پوچھتا ہوا اس کے پیچھے کچن میں چلا آیا۔ ماریہ اس کے اطوار دیکھ کر پریشان ہوا تھی۔

''تمہیں ہمارا آنا برا لگا ہے جو سب کے ساتھ بیٹھنے کے بجائے کچن میں چلی آئیں۔ یہاں ملازم موجود ہیں، سب کے ساتھ آکر بیٹھو۔'' عجیب حکمیہ لہجہ تھا۔ واقعی اس کی پرسنالٹی غضب کی تھی اگر کوئی عیشا نامی لڑکی اس کی محبت کی دعویدار تھی اور وہ صدف خود کو اس کی محبت کا حق دار سمجھتی تھی تو اس میں کوئی حیرانگی کی بات نہیں تھی، اس کی شخصیت تھی ہی متاثر کن، انوکھی سی مقناطیسی قوت تھی جو دل اس کی جانب کھنچتا ہوا محسوس ہوتا تھا، ماریہ بھی کچھ ایسا ہی محسوس کررہی تھی۔

digest library.com

''حیرت ہے تم تو وہاں جاکر بالکل گھل مل گئے تھے، خوب اپنے سسرال والوں کے ساتھ شیر و شکر ہورہے تھے اور گھر میں بھی بے تکلفانہ بیوی کے پلو سے بندھے گھوم رہے تھے، جیسے برسوں کی شناسائی ہو۔'' وہ لوگ ماریہ کے والدین کو رخصت کرنے کے بعد سیدھا گھر چلے آئے تھے، ماریہ بھی ان کے ساتھ ہی آگئی تھی، دل پہلے ہی بوجھل ہورہا تھا، جویریہ آپا نے آتے ہی بھائی پر طنز کے تیر برسانا شروع کردیا، ماریہ بھی ٹھٹک گئی مگر برہان نے جیسے ان کی بات سنی ان سنی کردی۔

''میں تھک گیا ہوں کچھ دیر آرام کروں گا، ماریہ تم بھی آجاؤ۔'' حرا بھابی کی چائے کی پیشکش کو رد کرتے ہوئے اس نے بے تکلف سے انداز میں ماریہ کو کہا اسے بھی تقلید کرنا پڑی۔ زینب پہلو بدل کر رہ گئیں۔

''دیکھو کیسی لڑکی ہے آتے ہی شوہر کو اپنی مٹھی میں کرلیا۔'' زینب تڑپ کر بولیں۔ ماریہ نے بھی سنا اور یقیناً برہان کے کانوں تک بھی ان کی آواز پہنچی ہوگی مگر کسی بھی قسم کے تاثر سے عاری تھا وہ لوگ کمرے میں آئے ہی تھے کہ برہان کا موبائل بج اٹھا۔

''برہان...... شہزاد کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے، میں کیا کروں کچھ سمجھ نہیں آرہا...... پلیز تم آجاؤ۔'' دوسری طرف آنسوؤں کی یلغار کے دوران عیشا کی گھبرائی ہوئی آواز کال ریسیو کرتے ہی برہان کی سماعت تک پہنچی تھی۔

''کون سے ہسپتال میں ہے وہ عیشا...... میں ابھی آرہا ہوں تم پلیز روؤ نہیں۔'' وہ عجلت میں پلٹ گیا، ماریہ

W.URDUSOFTBOOKS.COM

ساکت رہ گئی۔

❀……❀……❀

"دیکھو اس چالاک لڑکی کو کس طرح میرے بچے کو اپنے اشاروں پر چلا رہی ہے اس کی شادی کو چار دن بھی نہیں ہوئے اور اس نے شوہر کے ایکسیڈنٹ کو بہانہ بنا کر اسے بلا لیا۔ مریم…… تمہاری بیٹی میں کوئی لحاظ شرم نام کی شے موجود ہے یا نہیں؟" زینب بیگم بے تکان بول رہی تھیں بلکہ عیشا اور مریم پھوپو پر سنگ باری کر رہی تھیں۔ ماریہ کے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔ برہان سہ پہر میں گیا تھا اور اب رات سر پر آ گئی تھی اس نے فیضان بھائی کو عیشا کے شوہر کے ایکسیڈنٹ کی اطلاع دی تھی اور اس کے بعد سے گھر میں طوفان آ گیا تھا۔ ماریہ اپنے کمرے میں چلی آئی زینب بیگم کی باتوں سے دل کی کبیدگی بڑھ گئی تھی وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھامے بیٹھی تھی صدف دروازے پر دستک دے کر چلی آئی۔

"اب تو یقین آ گیا ہوگا تمہیں میری باتوں کا میں نے کہا تھا ناں کہ تم اس کے ساتھ خوش نہیں رہ سکو گی۔ دیکھ لو وہ عیشا کا دیوانہ ہے اسے اس وقت تمہارے ساتھ ہونا چاہیے تھا مگر اب بھی دیر نہیں ہوئی تم اپنا نفع ونقصان خود اچھی طرح سمجھ سکتی ہو اگر اس وقت میری بات مان لیتیں تو آج سر پکڑ کر نہیں بیٹھی ہوتیں۔ ہاں وقتی تکلیف پریشان ہوتی لیکن……" صدف ایسے ہی کسی موقع کی تاک میں تھی۔

"صدف میں اب بھی پریشان نہیں ہوں اگر فکر ہے تو عیشا کے شوہر کی اللہ سے ان کی زندگی اور صحت کے لیے دعا گو ہوں۔" وہ صدف کی بات قطع کر کے مضبوط لہجے میں بولی۔

"اونہہ…… تمہیں اس کی زندگی کی دعا کرنی چاہیے اگر اسے کچھ ہو گیا تو تمہارا شوہر ویسے ہی تمہارا نہیں ہے پھر تو……" وہ طنزاً کہہ کر جس طرح آئی تھی اسی طرح واپس چلی گئی۔ ماریہ اس کی تلخ زبان اور بے تکی باتوں پر پیچ وتاب کھا کر رہ گئی۔

برہان رات گئے واپس آیا ماریہ جاگ رہی تھی وہ پریشان ہی نہیں تھکا ہوا بھی لگ رہا تھا۔

"مجھے تو لگا تمہیں دیر تک جاگنے کی عادت نہیں ہے نیند کی کچی ہو شاید مگر حیرت ہے آج جاگ رہی ہو۔" وہ اسے پہلی رات کا طعنہ دے رہا تھا ماریہ کے چہرے پر کئی رنگ آ کر گزر رہے تھے۔

"اب کیسے ہیں عیشا کے شوہر؟" اس نے سادگی سے پوچھا۔

"ابھی تو کچھ نہیں کہہ سکتے ڈاکٹرز کچھ زیادہ پُرامید نہیں ہیں۔" وہ اپنی شرٹ کے اوپری بٹن کھول کر بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹا۔

"اور عیشا؟" ماریہ نے جھجک کر اضافہ کیا۔

"کیسی ہو سکتی ہے پریشان ہے۔" اس نے مختصراً جواب دیا۔

"آپ کیوں آ گئے؟ اگر پھر آپ کی ضرورت پڑی؟" وہ پتا نہیں ناچاہتے ہوئے بھی کیا جاننا چاہ رہی تھی اسے خود بھی ٹھیک سے پتا نہیں تھا۔

"وہاں ڈاکٹرز موجود ہیں میں کیا کرتا رک کر۔" اس نے عام سے انداز میں جواب دے کر آنکھیں موند لیں۔

"کھانا لاؤں آپ کے لیے؟" اسے یکبارگی خیال آیا تو مستعدی سے پوچھا۔

"نہیں۔" اس نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا تو ماریہ لائٹ بند کر کے بیڈ کے دوسرے کنارے پر آ ٹکی وہ لیٹتے ہی غافل ہو گیا اور وہ صبح تک جاگتی رہی۔

❀……❀……❀

"یہ شادی میری مرضی اور پسند سے نہیں ہوئی جو میں اپنی اہم ترین مصروفیات ترک کر کے گھومنے پھرنے کے لیے وقت نکالوں۔" ماریہ کی آنکھ صبح کے قریب لگی تھی بمشکل ایک گھنٹہ ہی وہ سوئی تھی اس کی آنکھ کھلی تو برہان کمرے میں موجود نہیں تھا وہ تازہ دم ہو کر ناشتے کی غرض سے وسیع وعریض ڈائننگ روم کی طرف آئی تو برہان کی

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

آواز سن کر اس کے قدم دروازے سے کچھ فاصلے پر ہی رک گئے۔ آنکھیں خوامخواہ بھر آئیں حالانکہ اس حقیقت سے وہ بخوبی آشنا تھی کہ وہ اس کی ''من چاہی'' نہیں ہے پھر بھی دل جل اٹھا تھا' وہ واپس پلٹ گئی۔

زینب ان دونوں کو ہنی مون پر بھیجنے پر مصر تھیں' برہان ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا' زینب کو خدشہ تھا کہ وہ کہیں پھر عیشا کے چکر میں نہ پڑ جائے۔ منظر سے ہٹانے کا یہی طریقہ ان کی سمجھ میں آیا' انہیں یہ گوارہ نہیں تھا کہ اس کڑے وقت میں ان کے گھر کا کوئی فرد خصوصاً برہان اس کی مدد کرے۔ عیشا خود کسی پرائیوٹ اسکول میں ملازمت کرتی تھی' اس کی تنخواہ پندرہ ہزار تھی' جو پوری کی پوری اپنی ساس کے ہاتھ پر رکھنے کی پابند تھی اور اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو اس کا گھر میں رہنا آسان نہیں ہوتا' اس کے ہاتھ خالی تھے شوہر کے علاج کے لیے اس کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں تھا۔ سسرال میں کوئی اس کا مددگار اور غم گسار نہیں تھا اسے لامحالہ برہان سے مدد مانگنی پڑی' جہاں سے اسے مدد ملنے کی توقع تھی۔ برہان کو ماں کی بات مان کر فی الفور گھومنے کے لیے جانا پڑا۔ ماریہ بددل ہوگئی' کراچی سے اسلام آباد تک کا سفر خاموشی کی نذر ہوگیا' اسلام آباد کا خوش گوار ماحول اور ہلکی بارش بھی ماریہ کے مزاج پر اثر انداز نہیں ہوسکے۔ برہان نے ہوٹل پہنچتے ہی کمرے میں بند ہوکر بیٹھنے کے بجائے باہر گھومنے کو ترجیح دی۔ ماریہ نے سفر کی تھکن کا بہانہ بنا کر انکار کردیا' وہ گیارہ بجے کے قریب کمرے میں آیا تو ماریہ سوچکی تھی اس نے لائٹ آن کی تو اس کی آنکھ کھل گئی۔

''کھانا منگواؤں تمہارے لیے؟'' اس نے آتے ہی استفسار کیا۔

''نہیں' مجھے بھوک نہیں ہے آپ اپنے لیے منگوالیں۔'' وہ پھیکے سے انداز میں بولی۔

''میں تو کھا کر آیا ہوں۔'' وہ بے نیازی سے بولا ماریہ کا دل جل کر خاک ہوگیا۔

''یعنی اس کی کوئی فکر ہی نہیں تھی اسے۔'' اس نے آنکھوں پر بازو رکھ کر نیند کے سلسلے کو جوڑنا چاہا مگر برہان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی آنکھوں پر سے ہٹادیا۔ وہ بے یقینی سے دیکھتی رہ گئی' اس کا روایتی' شرعی و قانونی حق وہ جیسے مجبوراً سر سے اتارے گئے کسی بوجھ کی مانند ادا کرکے سوگیا۔ وہ ساری رات جاگتی رہی۔ وہ خود پر جبر کررہا ہے یہ خیال دل میں پختہ ہوگیا تھا' وہ لوگ ایک دن اسلام آباد میں رکے پھر مری آگئے۔ مری میں ایک ہفتہ قیام کیا مگر شدید بارشوں اور لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے وہ لوگ آگے نہیں جاسکے لیکن مری میں جتنا وقت گزرا وہ یادگار اور خوب صورت ترین تھا' وہ ماریہ کا شریک سفر تھا ہم قدم تھا' اس کی توجہ ماریہ کو ہر لمحے حیران کررہی تھی۔ وہ اس کے انداز میں بناوٹ اور مصنوعی پن کا شائبہ تک نہیں دیکھ سکی' وہ عیشا نامی لڑکی جیسے کہیں موجود نہیں تھی۔ وہ لوگ آٹھ دن بعد واپس آئے تو ایک اندوہناک خبر اس کی منتظر تھی' دو دن قبل مریم پھوپو کا انتقال ہوگیا تھا' عیشا صرف ماں کی تدفین تک وہاں رکی تھی پھر فوراً ہی چلی گئی تھی اس کا شوہر ابھی بھی انتہائی نگہداشت میں تھا۔ شہزاد کے علاج معالجے کے تمام تر اخراجات برہان اٹھا رہا تھا اور زینب اٹھتے بیٹھتے اس بات کے طعنے مریم پھوپو کو دیتی تھیں' ان کی تندخوئی' ناروا سلوک اور عیشا پر لگائے جانے والے الزامات ناقابل برداشت تھے۔ مریم کب تک برداشت کرتیں آخر ان کی برداشت بھی جواب دے گئی۔ پہلا ہی ہارٹ اٹیک جان لیوا ثابت ہوا' برہان کے لیے یہ خبر بہت بڑا سانحہ تھی' وہ غم سے نڈھال ہوگیا۔

''کیا یہ کوئی معمولی بات تھی امی...... ایک بار آپ مجھے بتادیتیں اگر آپ کہتیں کہ نہیں آؤ...... تو میں نہیں آتا مگر آپ مجھے بتا تو دیتیں۔ وہ کوئی غیر نہیں تھیں میری سگی پھوپو تھیں مگر آپ نے بتانا تک گوارہ نہیں کیا۔'' وہ پھٹ پڑا۔

''میں نے جو مناسب سمجھا وہ ہی کیا' وہ تمہارے آنے سے زندہ تو نہیں ہوجاتیں۔'' وہ

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM
digest-library.com

بے رحمی سے بولیں۔

''عیشا کے آنسو پوچھنے والے اور لوگ موجود ہیں' تمہاری شادی ہوچکی ہے اپنی بیوی کی فکر کرو تم' ابھی عیشا کا شوہر مرا نہیں زندہ ہے۔'' جویریہ آپا نے اضافہ کیا' وہ بری طرح سلگ اٹھا۔

''آپ کو کس نے حق دیا کہ آپ میری ذاتی زندگی میں دخل دیں' میرا جو دل چاہے گا میں کروں گا اگر آئندہ کسی نے میرے معاملات میں بولنے کی کوشش کی یا عیشا کا نام غلط انداز میں لیا تو میں ہر بات فراموش کردوں گا۔ ہر لحاظ بالائے طاق رکھ دوں گا۔'' وہ چیخ اٹھا۔

زینب بیگم بھی اونچا اونچا بولنے لگیں' فیضان بھائی برہان کو زبردستی باہر لے گئے' ماریہ اس صورت حال سے گھبرا کر اپنے کمرے میں چلی آئی' اس کی شادی کو ابھی دو ہفتے بھی نہیں ہوئے تھے اور اس کے چہرے پر تفکرات کے سائے منڈلانے لگے تھے۔

❁ ❁ ❁

وہ واپس آیا تو ماریہ متفکری اپنے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اس وقت اس کی خاموشی ماریہ کو تشویش میں مبتلا کررہی تھی۔

''کھانا لاؤں آپ کے لیے۔'' ماریہ نے طویل ہوتے خاموشی کے دورانیے سے گھبرا کر استفسار کیا۔

''برہان...... آپ ٹھیک تو ہیں۔'' اس نے متوحش ہوکر پوچھا۔

''نہیں' میں بالکل ٹھیک نہیں ہوں ماریہ...... کیا میرا پھوپو سے کوئی تعلق نہیں تھا؟ کیا میرا فرض نہیں تھا کہ میں ان کے جنازے کو کندھا دیتا' ان کی آخری رسومات میں حصہ لیتا۔ انہیں ان کی آخری آرام گاہ تک چھوڑ کرآتا مگر امی نے مجھے یہ بھی نہیں کرنے دیا۔ پھوپو مجھ سے بہت محبت کرتی تھیں' میں ان کے لیے کچھ بھی نہیں کرسکا بلکہ سب سے زیادہ تکلیفیں انہیں میری وجہ سے ہی ملی ہیں' ان کے دکھوں کا سبب میری ذات بنی۔'' وہ ضبط کرتے بھی رو دیا' ماریہ کی اپنی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

❁ ❁ ❁

اگلے دن وہ زینب کی مخالفت اور اعتراضات کے باوجود ماریہ کو ساتھ لے کر عیشا سے پھوپو کی تعزیت کرنے چلا آیا تھا' ہسپتال کے ٹھنڈے کاریڈور میں اس نے بے حد پریشان حال مگر بے حد حسین نین نقش والی نازک اندام لڑکی کو دیکھا اس کی گود میں دو ڈھائی ماہ کا بچہ تھا۔

''تم یہاں اکیلی ہو؟'' برہان کے استفسار پر وہ چونکی۔

''نہیں۔'' اس نے اردگرد دیکھتے ہوئے مختصر سا جواب دیا۔

''یہ ماریہ ہے ناں تمہاری بیوی' امی نے بتایا تھا برہان کی دلہن بہت خوب صورت ہے۔ بالکل کانچ کی گڑیا جیسی واقعی تم نازک اندام اور معصوم صورت ہو۔ دیکھو کس موقع پر ملاقات ہوئی ہے تم سے اگر کوئی اور وقت' کوئی اور جگہ ہوتی تو میں تمہاری خاطر تواضع بھی کرتی۔'' وہ متانت سے بولی۔

''عیشا...... کیا تم مجھے ایک فون کال نہیں کرسکتی تھیں' اتنی بڑی قیامت گزر گئی تم پر اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں۔'' وہ عیشا کی باتوں کے برعکس غم سے چُور لہجے میں بولا۔

''مجھے خیال ہی نہیں آیا۔'' وہ ضبط کے کڑے مرحلے سے گزر رہی تھی۔

''اور تمہارا شوہر کیسا ہے اب؟'' وہ عیشا سے مخاطب تھا' ماریہ ایک دم ہی منظر سے غائب ہوگئی اسے اپنا وجود غیر اہم لگ رہا تھا اس پریشان حال' اجڑے حلیے والی غم زدہ لڑکی سے اسے حسد و رقابت محسوس ہورہی تھی۔ کسی زمانے میں برہان اس کے لیے سب کچھ چھوڑ دینے پرآمادہ تھا اور اس لڑکی نے برہان کے لیے سب کچھ چھوڑ دیا تھا' کچھ دیر بعد آئی سی یو میں موجود عیشا کے شوہر کو دیکھ کے ماریہ کو یقین ہوگیا تھا وہ برہان سے کس قدر محبت کرتی تھی' وہ شخص کہیں سے بھی عیشا جیسی خوب صورت اور کم عمر لڑکی کا شوہر نہیں لگ رہا

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

تھا۔ عیشا واقعی برہان سے محبت کرتی تھی اسی لیے اسے چھوڑنے کے بعد اس نے یہ سزا منتخب کی تھی' ماریہ ان دونوں کی محبت کی قائل ہوگئی تھی۔

❁……❁……❁

ماریہ کے والدین عمرہ کی ادائیگی کے بعد واپس آگئے تھے ان کے گھر میں ایک بڑی دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

''کیا بات ہے تم دن بہ دن نکھرتی جارہی ہو۔'' طاہرہ نے اسے دیکھتے ہی کہا' برہان کے دیکھنے پر وہ نروس ہوگئی' وہ اپنا موازنہ عیشا سے کرنے لگی تھی' شاید اول روز سے جب اس نے عیشا کو دیکھا بھی نہیں تھا اور برہان کی خود پر اٹھنے والی نگاہیں اسے مزید بے چین کردیتی تھیں۔ ''پتا نہیں وہ اس کے معیار کے مطابق ہے بھی یا نہیں'' عجیب وہم میں گرفتار ہوگئی تھی۔

❁……❁……❁

امی ابو تو چاہتے تھے کہ وہ دو چار دن رک جائے مگر اس نے اپنے گھر جانا مناسب سمجھا حالانکہ برہان سمیت کسی کو اس کے رکنے پر کوئی اعتراض نہیں تھا البتہ وہ خود متامل تھی آج کل صدف آئی ہوئی تھی حالانکہ گھر میں اسے کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا تھا پھر بھی وہ روز چلی آتی تھی۔ عجیب ڈھیٹ قسم کی لڑکی تھی' برہان کے سرد مہر رویے کے باوجود اس کے آگے پیچھے پھرتی تھی۔ زینب بیگم صدف کی حرکتوں پر کبھی کبھار ہی تنقید کرتی تھیں' اس سے انہیں کوئی خطرہ لاحق نہیں تھا وہ اچھی طرح جانتی تھیں برہان کو اس میں رتی برابر بھی دلچسپی نہیں اور اندازہ تو ماریہ کو بھی ہوگیا تھا اس کے باوجود وہ کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتی تھی۔

''تم رک جاتیں' سب کتنا اصرار کررہے تھے۔'' واپسی پر برہان نے عام سے انداز میں کہا مگر اسے ایسا ہی لگا جیسے وہ اس سے جان چھڑانا چاہتا ہو۔

''اگر آپ کہیں تو واپس چلی جاتی ہوں۔'' وہ تلملا کر بولی۔

''میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا' تمہاری مرضی ہے۔'' وہ شرارت پرآمادہ تھا۔

''ہاں میری مرضی ہے آپ سے شادی کرنے سے لے کر آپ کے ساتھ رہنے تک ورنہ آپ کے اردگرد موجود لوگ ایسا چاہتے ہی کب تھے؟'' وہ سلگ اٹھی۔

''کیا مطلب ہے تمہارا......! کون نہیں چاہتا تھا؟'' وہ یک لخت سنجیدہ ہوگیا۔

''صدف۔'' اس نے شادی سے پہلے جو کچھ فون پر کہا تھا ماریہ نے ایک ایک لفظ بتادیا۔

''اور پھر بھی تم نے مجھ سے شادی کی۔'' برہان کے نزدیک جیسے یہ کوئی معمولی بات تھی اسے فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

''تو کیا نہیں کرنی چاہیے تھی؟'' ماریہ نے حیرانی سے پوچھا۔

''نہیں۔'' وہ سنجیدہ ہوا' ماریہ کو پہلی بار اپنے فیصلے پر پچھتاوا ہوا۔

''یعنی آپ کے نزدیک یہ تعلق ان چاہا اور مجبوری کا ہے۔'' وہ تلخی سے گویا ہوئی۔

''پتا نہیں میری مجبوری تو فی الحال یہ ہے کہ تم سے دور نہیں رہ سکتا۔'' اس نے بات ختم کردی' ماریہ جل کررہ گئی' وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا اور اگر ماریہ کوئی بات چھیڑ بھی دیتی تھی تو موضوع بدل دیتا تھا۔ ماریہ کو یقین ہوگیا کہ وہ اس کی کسی بات کو خاص اہمیت نہیں دیتا' اپنی مرضی ہوتی تو بات کرتا ورنہ گھنٹوں خاموش رہتا۔ اپنی مرضی سے پیش قدمی کرکے سارے فاصلے مٹادیتا' وہ بے حد خیال رکھنے والا شوہر تھا۔ کم گو اور کم آمیز مگر بے حد نرم مزاج' اسے گھمانے لے جاتا۔ میکے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی' ہر چیز اس کی مرضی کے مطابق تھی۔ ماریہ اگر اسے کریدنے کی کوشش کرتی تو بات بدل دیتا' جیسے اس کی محبت کا معاملہ اس کا ذاتی معاملہ تھا اس کے ماضی سے ماریہ کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

❁……❁……❁

digest library.com

شہزاد ڈیڑھ سال عیشا کی آزمائش بننے کے بعد آخر

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

خالق حقیقی سے جاملا۔ عیشا نے اس کی خدمت گزاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی مگر اب اس کی موت کے بعد عیشا کی مشکل ترین زندگی پہلے سے زیادہ دشوار ہوگئی تھی۔ سسرال والے اپنے مظالم میں مزید بڑھ گئے تھے۔ اب تو ایک نام کا تحفظ بھی چھن گیا تھا' اس کا کوئی پرسانِ حال نہیں تھا برہان کبھی کبھار فون کرکے اس کی خیریت پوچھ لیتا تھا۔

''کوئی مسئلہ تو نہیں ہے...... کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتادو؟'' اس کا مہربان لہجہ عیشا کی ڈھارس بندھانے کے لیے کافی تھا' وہ ہر بار سہولت سے منع کردیتی تھی۔ وہ اس سے مزید کوئی احسان نہیں لینا چاہتی تھی مگر ابھی زندگی میں ایسے مقامات اور بھی آنے والے تھے جب اسے برہان کا بڑھا ہوا ہاتھ تھامنے پر مجبور ہونا تھا۔

آدھی رات کو عیشا کے کمرے کا خستہ حال دروازہ کھول کر اس کے کمرے میں داخل ہونے والا شخص شہزاد کا چھوٹا بھائی حماد تھا۔ عیشا نے کبھی اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ادب لحاظ نہیں دیکھا تھا وہ شہزاد کی زندگی میں بھی حماد سے کتراتی تھی اور اب شہزاد کی موت کے آٹھ ماہ بعد اس نے آخر اپنا اصل رنگ دکھا ہی دیا تھا۔ عیشا جاگ رہی تھی اس کے شور مچانے پر پورا گھر اکٹھا ہوگیا تھا مگر سب عیشا کے خلاف تھے' اسے ہی موردِ الزام ٹھہرایا جارہا تھا وہ چھتیس سال کا شخص چار بچوں کا باپ مظلوم و معصوم بن گیا' اس کی بیوی نے عیشا کا ہاتھ پکڑ کر آدھی رات کو گھر سے باہر نکال دیا' وہ اپنے بیٹے کو سینے سے لگائے اس دروازے پر چلی آئی جہاں سے کبھی واپس نہ آنے کے لیے گئی تھی۔ دروازہ فیضان بھائی نے کھولا تھا' وہ ایک طوفان سے نکل کر آئی تھی یہاں ایک اور طوفان اس کا منتظر تھا' زینب نے اسے فوراً باہر کا راستہ دکھایا تھا۔

''ہم نے یتیموں مسکینوں کو پالنے کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا' پہلے تم پر اپنا پیسہ برباد کیا اب تمہاری اولاد پر کریں۔'' وہ پھنکاریں۔

''امی...... یہ کہاں جائے گی اس کا ہمارے سوا ہے ہی کون؟'' برہان کی مداخلت نے انہیں مزید آگ بگولہ کردیا۔

''تم اس معاملے میں نہ ہی بولو تو بہتر ہے' اچھی طرح سمجھ رہی ہوں میں اس لڑکی کا ارادہ کیا ہے؟'' وہ تنفر سے بولی۔

''امی...... اگر آپ نے اسے یہاں نہیں رکھا تو میں بھی یہاں نہیں رہوں گا۔'' وہ بھڑک کر بولا' اس کے پاس یہی طریقہ تھا ماں سے بات منوانے کا۔

''تو تم اس لڑکی کے لیے پھر مجھ سے الجھنے لگے' پھر سے اس نے تمہیں اپنے پیچھے لگالیا۔ تم گھر چھوڑ کر جانا چاہتے ہو اس بے حمیت لڑکی کے لیے اور اپنی بیوی کے بارے میں سوچا ہے تم نے۔'' انہوں نے ماریہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے سامنے کیا' وہ اس افتاد پر بوکھلا گئی۔

''امی...... آپ رہنے دیں اسے یہاں' ایک کونے میں پڑی رہے گی۔'' فیضان کو مداخلت کرنا پڑی ورنہ برہان کے تیور خطرناک تھے' زینب بیگم بھی فی الفور خاموش ہوگئیں' بیٹا پھر بغاوت پر آمادہ تھا وہ صاف دیکھ سکتی تھیں۔ عیشا کو گھر میں ایک کونا مل گیا مگر ماریہ کے دل کا ایک کونا تاریک ہوگیا تھا۔

''اس کے لیے کتنا آسان تھا اسے اپنے معاملات سے الگ کردینا' اسے فراموش کردینا۔'' ماریہ کی دل گرفتگی بڑھ گئی تھی' عیشا نے اپنی جاب نہیں چھوڑی تھی' پہلے اس کا بیٹا اپنی دادی کے رحم و کرم پر ہوتا تھا اب ماریہ نے کسی کے کہے بغیر ہی عیشا کے جاب پر جانے کے بعد اس کے بیٹے کا خیال رکھنا شروع کردیا تھا۔

❁......❁......❁

ماریہ کی والدہ فاخرہ بیگم اور بہن نائلہ اس سے ملنے آئیں تو اس کی سہیلی طاہرہ بھی ان کے ساتھ ہی آگئی۔ صدف اور اس کی بھابی پہلے سے ہی آئی ہوئی تھیں' آج کل صدف کی شادی کی تیاریاں ہورہی تھیں مگر اس کے اطوار ہرگز نہیں بدلے تھے۔

''تم نے کیا عیشا کے بیٹے کو گود لے لیا ہے؟'' صدف

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

نے حسب سابق گوہر افشانی کی۔

"بچوں کے ساتھ تو سب ہی کھیلتے ہیں' ان کا خیال رکھتے ہیں اس میں گود لینے والی کیا بات ہے؟" طاہرہ کو صدف کا انداز برا لگا تھا۔

"میں تو اس لیے کہہ رہی تھی کہ ان کی شادی کو اتنا وقت ہوگیا ہے اور ابھی تک ماریہ اس خوشی سے محروم ہے۔" صدف نے جتایا۔

"ابھی کچھ عرصہ ہی ہوا ہے کون سا آٹھ دس سال ہوگئے' ہو جائیں گے بچے بھی' تم بھی ناں صدف ہر وقت الٹی سیدھی باتیں کرتی رہتی ہو۔" فیضان بھائی کی بیوی حرا بھابی کا رویہ ماریہ کے ساتھ پہلے دن سے اچھا تھا۔ ماریہ نے انہیں ممنون نظروں سے دیکھا۔ یہ سچ تھا کہ وہ خود بھی اب اس کمی کو شدت سے محسوس کرنے لگی تھی مگر کسی اور کو احساس ہی نہیں تھا۔

❁......❁......❁

سب مہمان رات کا کھانا کھانے کے بعد جا چکے تھے' وہ عیشا کے بیٹے فرحان کو عیشا کے حوالے کر کے آئی تو برہان جاگ رہا تھا حالانکہ وہ اسے سوتا ہوا چھوڑ کر گئی تھی۔

"کہاں رہتی ہو آج کل' اس وقت بھی تمہاری مصروفیات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہیں۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولا۔

"برہان...... آپ کو نہیں لگتا اب ہماری زندگی میں ایک ننھے سے وجود کا اضافہ ہو جانا چاہیے۔"

"ہمارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے یہ تو اللہ کی مرضی ہے۔" وہ بے پروائی سے بولا۔

"آپ میری بات مت ٹالیے' ہمیں چیک اپ کرانا چاہیے کیا پتا کوئی پرابلم ہو۔ ہم کل ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔" وہ زور دے کر بولی۔

"اتنی جلدی کیا ہے تمہیں؟" وہ بے زاری سے بولا۔

"اتنی جلدی...... ہماری شادی کو تین سال ہونے والے ہیں اور آپ کو فکر ہی نہیں ہے۔ کیا آپ کو بچے پسند نہیں؟" وہ ہار ماننے کو تیار نہیں تھی۔

"ماریہ جان...... مجھے بچے پسند ہیں مگر جب اللہ چاہے گا نواز دے گا اور اگر اس کی مرضی نہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس طرح بچوں کی فکر میں ہلکان ہونے سے کیا فائدہ۔" وہ واقعی راضی بر رضا تھا یا پھر اسے چاہ ہی نہیں تھی' وہ اس کی من چاہی بیوی نہیں تھی جو اٹھلا کر ضد کرتی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرا کے چیخ اٹھے' اسے جھنجھوڑ کر اس کی بے نیازی اور گریز کا خول چٹخا دے مگر وہ سختی سے لب بھینچ گئی۔

❁......❁......❁

زینب بیگم نے ایک بار پھر اپنی من پسند بساط بچھا دی تھی' عیشا کے لیے انہوں نے ایک رشتہ منتخب کر لیا تھا۔ عیشا کو قائل کرنا آسان تھا وہ ہر طرح سے مطمئن تھی مگر برہان کو خبر ہوگئی وہ لوگ جو عیشا کے طلب گار بن کے آئے تھے وہ لوگ ماریہ کی بڑی بہن نائلہ کے محلہ دار تھے۔ وہ شخص جس کا پرپوزل عیشا کے لیے بھیجا گیا تھا وہ شخص عمر رسیدہ بلکہ قریب المرگ تھا۔ نائلہ کو ان کی بیٹی نے ہی اپنے والد کی شادی کے متعلق بتایا تھا' انہیں مستقل دیکھ بھال کی ضرورت تھی' بیوی کا انتقال ہو چکا تھا اور بچوں کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اپنے بیمار باپ کی تیمارداری کریں' وہ سب شادی شدہ تھے نائلہ نے ماریہ سے بات کرنے کے بجائے براہ راست برہان سے بات کرنا مناسب سمجھا۔

عیشا بے شک بیوہ اور ایک بچے کی ماں تھی مگر اس جیسی بردبار اور شائستہ مزاج کم عمر لڑکی اس زیادتی کی مستحق نہیں تھی۔ برہان نائلہ کی بات سنے بغیر' وہ فون بند کر کے غصے میں کھولتا ہوا زینب کے کمرے میں چلا آیا۔

"میں اس کا برا نہیں چاہتی' اس شخص کی کروڑوں کی جائیداد ہے' اس کے مرنے کے بعد عیشا کو بھی جائیداد میں سے حصہ ملے گا۔ آج وہ ہماری محتاج اور دست نگر ہے لیکن اس شخص سے شادی کے بعد بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی اسے اس طرح کسی اور کے در پر

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

جا کر نہیں رہنا پڑے گا۔'' زینب بات کھلنے پر نہ ہی بوکھلائیں اور نہ ہی انہوں نے تردید کی بلکہ بہت اطمینان سے بات سنبھالی۔

''امی...... کوئی کسی کا محتاج نہیں ہوتا' ہم سب ایک ہی ذات پاک کے محتاج ہیں اور پھر یہ گھر اس کے ماموں کا ہے' اس کا ہم سے بھی کوئی تعلق ہے' اس طرح اسے دوبارہ برزخ میں دھکیل دینا اس پر ظلم ہوگا آخر اس کے یہاں رہنے میں آپ کو قباحت کیا ہے۔'' وہ جھنجھلایا۔

''کیوں نہیں ہوگی قباحت؟ آخر لوگوں کی باتیں تو ہمیں سننے کو مل رہی ہیں' لوگ تو یہی کہہ رہے ہیں اس کا شوہر مر گیا اور تمہاری پرانی محبت زندہ ہوگئی ہے۔'' ان کے کاری الفاظ پر وہ تڑپ اٹھا۔

''امی آپ نے زندگی بھر اپنی مرضی کی ہے کم از کم میرے معاملے میں آپ نے میری رضا اور پسند کے بجائے اپنے فیصلے مجھ پر مسلط کیے۔ مجھے پابند کرنے کے بعد بھی آپ کو اطمینان نہیں ہوا' اپنی خوشی اور مرضی کے برخلاف میں نے آپ کی ہر بات مانی مگر آپ ابھی بھی......'' وہ اور بھی کچھ کہہ رہا تھا ہمیشہ کی طرح یہ سن کر ماریہ کا دل خون ہوگیا۔

''لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو۔'' زینب نخوت سے بولیں۔

''مجھے لوگوں کا ڈر نہیں ہے اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو آپ یا کوئی اور مجھے روک نہیں سکتا۔'' اس کی دھمکی ماریہ کا دل لرزا گئی۔ زینب بھی اس کے ہموار اور مضبوط لب و لہجے کو سن کر دم بخود رہ گئیں۔ بات کچھ نہیں تھی مگر ماریہ کا دل اندھیروں میں ڈوب گیا' عیشا وہاں موجود نہیں تھی وہ اپنے کمرے میں تھی۔ زینب برہان کے جاتے ہی پھر زور زور سے بولنے لگی تھیں' عیشا کو برا بھلا کہنا' اسے کوسنا اس پر الزام لگانا' بہتان لگانا اس کی کردار کشی کرنا ان کا معمول بن چکا تھا۔ ماریہ غائب دماغی سے انہیں سن رہی تھی' اسے صاف نظر آرہا تھا زینب برہان کو کسی دن انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کردیں گی۔

digest library.com

اس نے اپنے گھر جانے کی بات کی اور برہان نے معمول کے مطابق آرام سے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ نائلہ آپا ہمیشہ اس پر رشک کرتی تھیں' برہان اس پر پابندیاں عائد نہیں کرتا نہ ہی روک ٹوک اس کا جب دل چاہتا تھا وہ امی ابو اور نائلہ آپا سے ملنے چلی آتی مگر ماریہ اس آزادی سے کبھی خوش نہیں ہوتی تھی۔ وہ اس کی محبت نہیں تھی جو وہ اس کا عادی ہوتا عادتیں پابند کردیتی ہیں اور پھر ان پابندیوں سے بھی محبت ہوجاتی ہے' وہ چاہتی تھی برہان اسے روکے مگر اسے تو جیسے اس کی پروا ہی نہیں تھی وہ چاہے جتنے دن اپنے گھر رہے۔ وہ جانتی تھی وہ اس سے ملنے آئے گا' فون کرے گا مگر ساتھ چلنے کے لیے نہیں کہے گا۔ جلدی آنے کی تاکید نہیں کرے گا' نہ ہی کوئی بے تابی' نہ بے قراری۔ جدائی کے دن صرف ماریہ پر گراں گزرتے تھے مگر اس بار اس کا قیام معمول سے زیادہ طویل ہوگیا تھا۔

''خیر تو ہے پندرہ دن ہوگئے تمہیں آئے ہوئے واپس کب جاؤ گی۔'' امی کے استفسار پر وہ بلاوجہ ہی چڑ گئی۔

''امی...... خیر ہی ہے' کیا یہ میرا گھر نہیں' میں یہاں نہیں رہ سکتی۔'' وہ خوامخواہ آبدیدہ ہوگئی۔

''ہاں بالکل تمہارا گھر ہے مگر بلاجواز اتنے دن رکنا ٹھیک نہیں' شادی شدہ لڑکیاں میکے سے زیادہ سسرال میں ہی اچھی لگتی ہیں۔'' امی وضع دار سیدھی سادھی خاتون تھیں۔ ماریہ کو چار و ناچار اسے فون کرکے بلانا پڑا' وہ نہیں آتا تو بھی امی ہزار سوال کرتیں۔ وہ لوگ رات کا کھانا کھانے کے بعد وہاں سے نکلے تھے اس کے بعد برہان نے گاڑی ساحل سمندر کی طرف گھمائی' ریت پر اس کے قدم سے قدم ملا کر اس کا ہاتھ تھام کر چلتے ہوئے بھی وہ اسے خود سے صدیوں کے فاصلے پر کھڑا محسوس ہورہا تھا۔ وہ کبھی اس سے اپنے دل کی بات نہیں کرتا تھا' عیشا کے

URDUSOFTBOOKS.COM

موضوع پر وہ کیسے بات کرتی؟ خود سے اس کا ذکر کرنے سے وہ خود احتراز برت رہی تھی پتا نہیں اس ذکر پر وہ کیا کہہ گزرتا ویسے بھی وہ ماریہ کے اندیشوں اور وسوسوں سے آگاہ ہی کب تھا' وہ لوگ گھر آچکے تھے اور دونوں طرف خاموشی ہنوز برقرار تھی۔ برہان زیادہ باتیں نہیں کرتا تھا اور ماریہ اپنی ہی سوچوں میں گرفتار رہنے لگی تھی' وہ آنے کے بعد بلاوجہ ہی کمرے کی قرینے سے رکھی چیزوں کو دوبارہ ترتیب سے رکھنے لگی تھی۔

''اتنا طویل قیام مجھے تو لگ رہا تھا تم گھر واپس آنا بھول ہی گئی ہو۔'' برہان بیڈ پر دراز نیم وا آنکھوں کے ہمراہ اس کی مصروفیت کا جائزہ لیتے ہوئے گویا ہوا۔

''اونہہ...... میرے آنے یا نہ آنے سے کیا فرق پڑتا ہے یہاں کون سا کسی کو میری ضرورت ہے۔'' وہ بھری بیٹھی تھی۔

''کیا مطلب' کسے تمہاری ضرورت نہیں؟ کیا کسی نے تم سے کچھ کہا ہے؟'' وہ اٹھ بیٹھا اس کا استفسار ماریہ کو بدمزہ کر گیا' وہ خود ہی ناراض ہو کر گئی تھی' اس کو تو اس کی ناراضگی کی خبر نہیں تھی۔

''نہیں' مجھے کوئی کیوں کچھ کہے گا' میں اتنی اہم نہیں ہوں۔'' وہ بددلی سے وارڈ روب کا دروازہ کھولتے ہوئے بولی۔

''تم مجھ سے ناراض ہو؟'' وہ اس کے انداز بغور ملاحظہ کر رہا تھا' اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ اس کے نزدیک چلا آیا۔

''نہیں۔'' وہ پہلو بدل گئی۔

''ماریہ...... جو بات ہے کھل کر کہو اس طرح دل میں بات رکھنے سے بدگمانی بڑھ جاتی ہے اور خوامخواہ غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے بولا۔

''ضروری نہیں ہے کہ ہر بات کہی جائے' ہم جن لوگوں سے محبت کرتے ہیں ان کی ہر بات کہے بغیر سمجھ جاتے ہیں۔ جان لیتے ہیں کہ کیا بات انہیں خوشی دیتی ہے اور کیا تکلیف۔ کہے سنے بغیر ہر بات کی خبر ہو جاتی ہے' آپ نہیں بھی بتائیں تو بھی میں آپ کی آنکھوں کے رنگ دیکھ کر آپ کے دل کی بات سمجھ جاتی ہوں۔ مجھے پتا ہے آپ کی اداسیوں کی وجہ آپ کی خوشیوں کا سبب کیا ہو سکتا ہے آپ کس بات سے ناراض ہوں گے' کون سی بات آپ کو مسرور کرے گی' آپ کی پسند ناپسند آپ نے کبھی نہیں بتائی مگر میں جانتی ہوں۔ آپ سے وابستہ ہر بات کا علم ہے کیونکہ بات ساری محبت اور دلچسپی کی ہے۔ وہ لوگ جو ہمارے دل سے قریب تر ہوتے ہیں ان کے لیے ہمیں تردد نہیں کرنا پڑتا' ان کے لبوں کی جنبش سے پہلے ہم پر ادراک ہو جاتے ہیں' رہنے دیں آپ نہیں سمجھیں گے میں خود ہی ٹھیک ہو جاؤں گی۔'' وہ نروٹھے پن سے بولی۔

''کیسے نہیں سمجھوں گا' صاف ظاہر ہے تم مجھ سے بدگمان ہو ماریہ ڈیئر...... تمہیں پورا حق ہے مجھ سے سوال کرنے کا اگر میری کوئی بات بری لگے تو تم مجھ سے شکایت کر سکتی ہو مجھ سے ناراض ہونے کا روٹھنے کا اختیار ہے تمہیں اور مجھے تمہارے نخرے اٹھانے اور تمہیں منانے کے لیے ہزار جتن کرنے میں کوئی عار نہیں مگر اس طرح باتیں دل میں رکھ کر بیٹھ جانا بالکل بھی درست نہیں ہے۔'' وہ سر جھکائے اسے سن رہی تھی' براہ راست شکایت کرنے کی ہمت تھی ہی نہیں۔

''ماریہ...... تم اہم ہو اور یہ بات کہنے کی ضرورت تو نہیں تمہیں تو خود ہی سمجھ جانا چاہیے آخر تم میری اکلوتی بیوی ہو۔'' وہ اس کی خاموشی محسوس کر کے مزید بولا تھا' اس کی گرم سانسیں ماریہ کے چہرے اور گردن کو چھونے لگی تھیں' وہ نظریں نہیں اٹھا سکی۔ اس کی تسلی و تشفی کے لیے برہان کی گرم جوش قربت ناکافی تھی۔ وہ پوچھنا چاہتی تھی اس سے ''کیا وہ آج بھی عیشا کو چاہتا ہے؟'' مگر اس میں نہ ہی سوال کرنے کی جرأت تھی نہ ہی جواب سننے کا حوصلہ۔

W.URDUSOFTBOOKS.COM

صدف کی شادی کے ہنگامے شروع ہو چکے تھے مہندی کی تقریب میں عیشا نہیں گئی تھی اور نہ ہی بارات یا ولیمے میں اس کا جانے کا ارادہ تھا۔ لوگوں کی باتیں' نظریں اور زینب ممانی کی ہر جگہ اسے موضوع گفتگو بنادینے کی عادت سے وہ واقف تھی اس نے اپنے بیٹے کے ہمراہ گھر میں ہی رکنا مناسب سمجھا تھا۔ ہزار باتوں کے باوجود یہاں اسے ایک چھت کا تحفظ میسر تھا اور اس کے لیے فی الحال یہی غنیمت تھا مگر یہ اطمینان بھی عارضی ثابت ہوا۔ کچھ دنوں سے جویریہ آپا کے شوہر مسعود کے تیور اسے بدلے بدلے لگ رہے تھے مگر اسے ان کے ارادوں کی خبر نہیں تھی ورنہ وہ گھر میں رک جانے کے بجائے صدف کی بارات میں جانے کو ترجیح دیتی۔ سب گھر والے جاچکے تھے اس نے کمرے میں آ کر دروازہ' کھڑکیاں اچھی طرح بند کرلیں اس کا بیٹا سوچکا تھا۔ کمرے کے باہر کسی کی موجودگی کے احساس نے اسے خوف زدہ کردیا وہ پہلے ہی کسی انجانے خوف کے زیراثر دروازے کی سمت ہی تک رہی تھی پہلے اسے اپنا وہم لگا پھر متواتر دستک ہونے لگی۔ وہ مسعود بھائی تھے جو اسے دبی آواز میں دروازہ کھولنے کا کہہ رہے تھے' وہ خوف سے کانپنے لگی وہ دھمکیوں پر اتر آئے۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو برہان کوفون کرکے آنے کے لیے کہہ دیا' وہ بھی اس کی آوازسن کر کسی کو بھی کچھ بتائے بغیر فوراً دوڑا چلا آیا۔ مسعود بھائی کو عیشا سے اس اقدام کی توقع نہیں تھی' وہ بوکھلا کر وضاحتیں دینے لگے' وہ برہان سے عمر میں بڑے تھے اس کے بہنوئی تھے۔ برہان نے ہمیشہ ان کی عزت کی تھی مگر اس وقت ہر بات فراموش کرکے ان کا گریبان پکڑ لیا وہ اس وقت برداشت کرگئے مگر سب گھر والوں کے آتے ہی انہوں نے سارا الزام برہان پر رکھ دیا۔

''میں نے ان دونوں کو رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔'' وہ بے خوفی سے بولے۔

''آپ یہاں کیا کرنے آئے تھے صرف اس بات کا جواب دیں۔'' برہان ضبط کے کڑے مرحلے سے گزر رہا تھا۔

''تم میرے شوہر پر الزام لگا رہے ہو' دیکھ لیں امی...... آخر اس لڑکی نے رنگ دکھا ہی دیا اور یہ آپ کا بیٹا ساری شرم وحیا بالائے طاق رکھ کر اس لڑکی کے اکسانے پر اتنا گھٹیا الزام میرے شوہر پر لگا رہا ہے۔'' جویریہ آپا بولنے کے ساتھ آنسو بھی بہا رہی تھیں۔

''آپا...... آپ کے شوہر کتنے شریف ہیں یہ بات آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں' میں ان پر گھٹیا الزام نہیں لگا رہا بلکہ ان کی اپنی ذہنیت گھٹیا ہے۔'' وہ غرایا۔

''برہان...... مسعود تم سے بڑا ہے' مجھے تم سے زیادہ اس کی بات کا بھروسہ ہے وہ اس گھر کا داماد ہے۔ تم اس سے معافی مانگو' اپنی حرکتوں پر پردہ ڈالنے کے لیے تم مسعود یا کسی اور پر الزام نہیں لگا سکتے۔'' زینب سرد مہری سے بولی تھیں' بیٹے سے زیادہ انہیں بیٹی کی فکر تھی۔ وہ داماد کی پیشانی پر ایک شکن بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھیں' برہان انہیں بے یقینی سے دیکھتا رہ گیا عیشا شرمندگی کے احساس سے زمین میں گڑھی جارہی تھی۔

''امی...... میں آپ کی سگی اولاد ہوں آپ کو میری بات کا یقین نہیں' آپ مجھ پر اتنا رکیک الزام لگا رہی ہیں' کیا میں اتنا گر سکتا ہوں۔'' اسے ماں کے رویے پر ازحد افسوس ہوا۔

digest library.com

''کیا ہم سب نہیں جانتے تم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو۔'' جویریہ نے مزید آگ کو ہوا دینا چاہی۔

''آپا...... آپ خاموش رہیں بلکہ بہتر ہوگا کہ آپ اب اپنے گھر جائیں۔'' وہ جھڑک کر بولا۔

''یہ کیوں جائے گی' جانا تو اس فساد کی جڑ کو چاہیے اب میں اسے مزید یہاں برداشت نہیں کروں گی۔'' زینب نے عیشا کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر کی طرف گھسیٹا۔ عیشا گلے میں پھنسی ہڈی بن گئی تھی ان کے لیے۔

''اگر یہ یہاں نہیں رہے گی تو میں بھی یہاں نہیں رہوں گا۔'' بات پھر اسی نہج پر آ گئی تھی جہاں زینب کو

V.URDUSOFTBOOKS.COM

خاموش ہونا پڑتا تھا۔ وہ عیشا کا ہاتھ چھوڑ کر تن فن کرتی ہوئیں اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ باقی سب بھی ایک ایک کر کے چلے گئے صرف برہان رہ گیا مگر اس کے پاس عیشا کو تسلی اور معذرت کرنے کے لیے الفاظ نہیں تھے یہاں کسی کو بھی اپنے رویہ پر ندامت نہیں تھی مگر وہ عیشا کے سامنے شرمندگی محسوس کر رہا تھا اس پر ایک خاموش بے بس نظر ڈال کر وہ بھی اپنے کمرے کی طرف چلا آیا۔

❀......❀......❀

''دیکھا ماریہ...... اس گھر کے لوگوں کی ذہنیت کو امی ہمیشہ میرے ساتھ سوتیلوں والا سلوک کرتی آئی ہیں' صرف اس لیے کہ میں پھوپو اور عیشا کی طرف داری کرتا تھا اور آج امی نے مسعود بھائی کی وجہ سے مجھ پر اتنا گھٹیا الزام بھی لگا دیا حالانکہ میں نے اپنی خوشی کی پروا نہیں کی اور جو کچھ امی نے کہا خاموشی سے مان لیا' شادی تک کر لی مگر انہیں اب بھی خدشہ ہے کہ میں کہیں عیشا سے شادی نہ کر لوں اور اگر میں ایسا کرنے کی ٹھان لوں تو کون مجھے روک سکے گا۔'' وہ اپنی رو میں بولتا چلا گیا۔ ماریہ کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر مسل ڈالا تھا۔

''ہاں واقعی آپ کو کون روک سکتا ہے؟ یہ لوگ تو نہیں مگر شاید میں ہی آپ کے رستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہوں' اس لیے آپ بار بار یہی بات کرتے ہیں شاید آپ سپریشن چاہتے ہیں۔'' وہ غصے سے تمتماتے چہرے کے ساتھ بولی۔

''پاگل ہوگئی ہو' میرا یہ مطلب نہیں تھا میں تو صرف ایک بات کہہ رہا تھا کہ اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو......'' اس نے وضاحت دینا چاہی مگر ماریہ نے اس کی بات قطع کر دی۔

''آپ ہر موقع پر یہ بات آرام سے کہہ دیتے ہیں' بہت آسان ہے ناں آپ کے لیے ایسا کرنا' کسی اور کو اپنا لینا۔'' وہ تلخی سے بولی۔

''ہرگز نہیں...... بلکہ ناممکن' میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ اگر......'' برہان کو اپنی ہی بات کی وضاحت دینا مشکل لگ رہا تھا' برا پھنسا تھا وہ۔ ''میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے تمہارے علاوہ اب کسی کے بارے میں نہیں سوچ سکتا۔ اس بات کا یقین کر لو تمہارے آنے کے بعد میری زندگی میں کسی کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی مجھے کسی کی اب کوئی خواہش ہے۔'' وہ واضح اور قطعی لہجے میں بولا۔

ماریہ نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔

''اعتبار کر لو میری جان اس کے علاوہ کوئی اور آپشن بھی نہیں ہے۔'' وہ اس کے چہرے پر جھکا اس کی گستاخی پر وہ جز بز ہو کر رہ گئی۔

''اعتبار بھی آ ہی جائے گا۔'' وہ فاصلہ مزید کم کرتے ہوئے گنگنایا۔ ماریہ کے غصے پر پہلے حیرانی غالب آئی پھر جھجک' اس کے حصار میں مقید وہ کچھ دیر پہلے والی ہنگامہ خیز سنگین صورت حال' شکوے شکایت اپنے جلتے سلگتے دل کے اندیشے' خدشے ہر بات یکسر فراموش کر گئی تھی۔

❀......❀......❀

مسعود بھائی اور جویریہ آپا کے درمیان پہلے بھی کئی بار مسعود بھائی کی دلچسپیوں کی وجہ سے جھگڑے ہوئے تھے۔ جویریہ شوہر سے لڑ جھگڑ کر کئی کئی مہینوں کے لیے گھر آ کر بیٹھ جاتی' عیشا والی بات کو زیادہ دن نہیں گزرے تھے' مسعود نے پھر ایک لڑکی میں دلچسپی لینا شروع کر دی وہ ایک ابھرتی ہوئی ماڈل تھی صرف تحفے تحائف اور گھمانے پھرانے سے بہلنے والی نہیں تھی جیسا کہ اس سے پیشتر مسعود کی کئی گرل فرینڈز بس ان چیزوں سے ہی خوش ہو جاتی تھیں۔ اس نے شادی کے لیے اصرار کیا' مسعود پر اس کی محبت اور حسن کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا' لہٰذا انہوں نے حامی بھرنے میں دیر نہیں لگائی اس کی شرط تھی کہ پہلے مسعود اپنی پہلی بیوی کو طلاق دیں' انہوں نے بالکل بھی تامل نہیں کیا' اپنے بچوں کی بھی پروا نہیں کی اور ادھر جویریہ کو طلاق دی اور ادھر بڑی دھوم دھام سے شادی بھی رچا لی اور یہ زینب کے لیے پہلا اور بہت بڑا جھٹکا تھا۔ جویریہ کا بسا بسایا گھر ایک ہوا کے جھونکے سے تاش

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

کے پتوں کی مانند بکھر گیا' جویریہ کے آنسو زینب سے دیکھے نہیں جاتے تھے مگر انہوں نے اپنی روش نہیں بدلی تھی۔ جب بھی موقع ملتا وہ عیشا کے کردار کو نشانہ بنانے سے اس پر الزامات لگانے سے دریغ نہیں کرتی تھیں' انہیں جیسے اس سے کوئی دشمنی تھی۔

اس دن بھی عیشا کے بیٹے کو بخار تھا' برہان اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا تھا جیسے ہی زینب کو خبر ہوئی وہ تن فن کرتیں اپنے کمرے سے نکلی تھیں' ان کا رخ سیڑھیوں کی طرف تھا ارادہ تھا کہ نیچے جا کر عیشا کو کھری کھری سنائیں آخر وہ ان کے بیٹے کے پیچھے پڑ گئی تھی مگر ان کا پاؤں پہلے اسٹیپ سے پھسلا اور وہ لڑھکتی ہوئی نیچے آ کر گریں' ان کی دردناک چیخوں سے گھر کے در و دیوار لرز اٹھے' انہیں بہت شدید چوٹیں آئی تھیں' بائیں ٹانگ ہی نہیں کمر اور گردن بھی متاثر ہوئی تھی۔ وہ بستر سے لگ گئی تھیں' ان کی نگاہوں کے سامنے ہر وقت ان کا ماضی کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا۔

وہ روز ایک بات سوچتیں اور ہزار ہزار بار مرتی تھیں' ان کی ذہنی و جسمانی حالت بہترین علاج اور دیکھ بھال کے باوجود بہتری کی جانب جانے کے بجائے دن بہ دن ابتری کا شکار ہو رہی تھی۔ فیضان ان کا لاڈلا بیٹا تھا اگر وہ ان کا خیال رکھ رہا تھا تو کوئی حیرانی کی بات نہیں تھی۔ وہ اگر حیران ہوتی تھیں تو برہان کو دیکھ کر جس کی خوشی کو انہوں نے اپنی ضد کی بھینٹ چڑھا دیا تھا اور وہ ہر زیادتی فراموش کر کے بغیر کچھ بھی جتائے فیضان ہی کی مانند ان کا خیال رکھ رہا تھا۔ وہ گھنٹوں ان کے پاس بیٹھ کر ان سے باتیں کرتا' ان کی دوائیوں کی تفصیلات تک اسے ازبر تھیں' اس نے ہمیشہ انہیں خبردار کیا تھا کہ مکافات عمل سے ڈریں مگر وہ ہی سخت دلی اور تند خوئی پر قائم رہیں' اب ہر لمحہ ان کے لیے اذیت ناک تھا۔ انہیں عیشا سے کی گئی اپنی ہر تکلیف دہ بات ہر الزام یاد آنے لگا تھا اور شاید یہ جھٹکا سنبھلنے کے لیے تھا کیونکہ ابھی سانسوں کی ڈور بندھی تھی وہ ایک فیصلہ کر کے مطمئن ہو گئیں۔

❁......❁......❁

گھر کا ہر فرد حیران تھا' زینب نے نا صرف سب کی موجودگی میں عیشا سے اپنے ناروا سلوک کی معافی مانگی تھی بلکہ وہ اس کی تلافی کرنے پر بھی بضد تھیں۔ وہ عیشا کو خوش دیکھنا چاہتی تھیں انہیں یقین تھا اس طرح ان کی اولاد کی زندگی بھی پُرسکون اور خوش گوار ہو جائے گی۔ وہ عیشا کے دکھوں کا ازالہ کرنا چاہتی تھیں جس کا سبب کہیں نہ کہیں وہ خود کو ہی گردانتی تھیں۔

''میں جانتی ہوں وقت پلٹ کر واپس نہیں آ سکتا میں نے عیشا کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے' اس کی زندگی برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی حتیٰ کہ اپنی ضد میں اپنے بیٹے کی خوشیوں کی پروا نہیں کی میں تلافی کرنا چاہتی ہوں۔ برہان میری جان...... میرے بچے' تم عیشا سے نکاح کر لو۔'' انہوں نے صحیح معنوں میں سب کو حیران کر دیا تھا' ماریہ کے سر پر تو جیسے کمرے کی چھت ہی آن گری تھی' اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔

''بیٹا...... میں جانتی ہوں بہت دیر ہو چکی ہے مگر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لڑکی کو ایک مضبوط چھت' ایک سائبان کی ضرورت ہے۔ تحفظ کی ضرورت ہے' میں نے ہی لوگوں کو تم دونوں کی طرف انگلیاں اٹھانے پر مجبور کیا تھا' آج میں پچھتا رہی ہوں۔ میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں' تم عیشا کی خوشیوں کے ضامن بن کر میرے ضمیر پر موجود اس بھاری بوجھ کو سرکا دو۔'' وہ برہان کا ہاتھ پکڑ کر لجاجت سے بول رہی تھیں' وہ نادم تھیں' برہان نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے مگر انہوں نے اشارے سے روک دیا۔

''مجھے پتا ہے تم ماریہ کی وجہ سے انکار کرو گے مگر یہ لڑکی بہت مختلف ہے' اس کا ظرف بہت وسیع ہے۔ عیشا کی موجودگی پر ہم سب نے اعتراض کیا مگر اس نے کبھی اس کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا یہ بہت سمجھ دار' وسیع القلب اور وسیع النظر لڑکی ہے' ہماری طرح کوتاہ نظر اور کم ظرف نہیں ہے۔ برہان...... میں تمہیں خوش دیکھنا

URDUSOFTBOOKS.COM

چاہتی ہوں بیٹا‘ تمہاری شادی کو چار سال ہو گئے ہیں اور تم آج تک اولاد کی خوشی سے محروم ہو‘ پہلے کبھی مجھے احساس ہی نہیں ہوا مگر اب سوچتی ہوں شاید میرے بچوں کی زندگی میں موجود مصائب و آلام اور محرومیاں میرے عیشا کے ساتھ رواں رکھے گئے رویہ کی وجہ سے ہیں۔ جویریہ کا بسا بسایا گھر اجڑ گیا اور تم اولاد سے محروم ہو‘ برہان عیشا سے نکاح کر لو وہ خوش رہے گی تو میں بھی سکون سے مر سکوں گی۔‘‘ اتنا بولنے پر ان کی سانس اکھڑنے لگی‘ حرا بھابی نے انہیں سکون آور دوادی تب جا کر ان کی طبیعت بہتر ہوئی وہ سو گئیں اور برہان بے بسی سے انہیں دیکھتا رہا۔ وہ ہمیشہ انتہا پسندی پر مائل رہی تھیں پہلے عیشا کی مخالفت اور نفرت میں اور اب اس کی محبت میں۔

❁ ……… ❁ ……… ❁

’’روز ایک ہی بات نکل آتی ہے‘ میں سخت عاجز آ چکا ہوں۔ امی کو کس طرح سمجھاؤں اب وہ وقت گزر گیا وہ کچھ بھی سننے اور سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بس ایک بات پر اصرار کر رہی ہیں اور ان کا یہ اصرار روز بروز زور پکڑتا جا رہا ہے۔‘‘ وہ بے زاری سے بولا۔

آج پھر زینب نے یہی موضوع چھیڑ دیا تھا اب یہ بات بھی پرانی ہو چکی تھی‘ ماریہ بالکل خاموش تھی جیسے اسے ان باتوں سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔ عیشا الگ مجرموں کی طرح چھپتی پھر رہی تھی‘ زینب برہان اور عیشا کے انکار کو اہمیت ہی نہیں دے رہی تھیں۔ سکون تو ان کی زندگیوں سے کب کا رخصت ہو چکا تھا‘ برہان اس صورت حال سے تنگ آ گیا تھا‘ ایک طرف ماں کا بڑھتا ہوا اصرار تھا دوسری طرف ماریہ کی بے نیازی اور خاموشی۔

’’آپ کے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہے؟‘‘ وہ اسے میکے چھوڑنے جا رہا تھا‘ وہ کیا سوچ رہی تھی برہان بالکل بے خبر تھا اس بات سے۔

’’کیسا فیصلہ؟‘‘ اس نے چونک کر استفسار کیا۔

’’نہیں‘ بس ایسے ہی کہہ دیا میں نے۔‘‘ گھر آ چکا تھا وہ شش و پنج میں مبتلا گاڑی کا دروازہ کھول کر اترنے لگی مگر پھر رک گئی۔

’’برہان…… میں ان باتوں سے تنگ آ چکی ہوں‘ میرا وجود زندگی اور موت کے درمیان معلق ہے۔ پتا نہیں کب آپ مجبور ہو جائیں‘ کب آپ کا ارادہ بدل جائے۔ بہتر ہوگا آپ جلد فیصلہ کر لیں اگر آپ عیشا کے حق میں بھی فیصلہ کریں گے تو مجھے اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ خوشیوں پر آپ کا بھی حق ہے۔ وہ آپ کی محبت ہے اور میں کچھ بھی نہیں اور آپ آج تک اولاد کی خوشی سے بھی تو محروم ہیں‘ عیشا آپ کی زندگی کو مکمل کر دے گی مگر میرا ظرف اتنا وسیع نہیں ہے‘ میں شراکت برداشت نہیں کر سکتی۔‘‘ اس نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر مضبوط لہجے اور ہموار آواز میں اپنا فیصلہ سنا دیا اور برہان کو کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر گاڑی سے اتر کر اندر چلی گئی۔

❁ ……… ❁ ……… ❁

اپنی طرف سے وہ ساری کشتیاں جلا کر آئی تھی‘ واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ ان دونوں کے درمیان میں آ گئی تھی‘ اس نے برہان کے لیے فیصلہ کرنا آسان کر دیا تھا۔ گھر آ کر اس نے کسی سے کچھ بھی چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ نائلہ آپا اور طاہرہ نے تو اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

’’تمہیں یہ سب باتیں پہلے بتانی چاہیے تھیں مگر اب بھی دیر نہیں ہوئی‘ ہم بھی انہیں ناکوں چنے چبوا دیں گے۔ تم کیوں اپنا گھر چھوڑ کر آ گئیں‘ وہیں رہ کر دیکھتیں‘ تم نے خود ہی اپنی جگہ چھوڑ دی۔‘‘ نائلہ کا غصہ عرش کو چھو رہا تھا۔

’’دبی دبی زبان میں تو لوگوں نے بہت کچھ ہمارے کانوں میں بھی ڈالا‘ برہان کی چچازاد صدف نے خود مجھے یہ سب بتایا تھا اور میں نے امی سے بھی ذکر کیا تھا مگر امی نے اہمیت ہی نہیں دی ان باتوں کو۔‘‘ فریال بھابی نے انکشاف کیا۔

’’کہنے والے تو بہت کچھ کہتے ہیں‘ اب سنی سنائی باتوں کو کیا اہمیت دینا‘ گھر بسانے کے لیے ہزار باتیں

برداشت کرنی پڑتی ہیں عورت کو پھر یہ تو شادی سے پہلے کا معاملہ تھا۔ گڑھے مردے اکھاڑنے کا فائدہ۔" امی اب بھی اہمیت دینے کو تیار نہیں' جتنے منہ اتنی باتیں' سب اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔ ماریہ بالکل خاموش تھی۔

(کسی کا دل نہیں بدلا جاسکتا وہ عیشا سے محبت کرتا ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ ہی اس کی خوشیوں کی ضمانت ہے اگر ایسا نہیں ہوتا تو وہ ایک بار تو پلٹ کر پوچھتا)

اسے اپنے میکے میں آئے ہوئے کافی دن ہوچکے تھے مگر اس نے فون کال تک کرنا گوارہ نہیں کی۔ اچھا ہے تم ہم سے روٹھے' ہم ہر غم سے چھوٹے' ماریہ جتنا سوچ رہی تھی اسی قدر اس سے بدگمان ہو رہی تھی۔

❁......❁......❁

ملال' پچھتاوا' کھو دینے کا شدید اور اذیت ناک احساس۔ دل جیسے کرب سے پھٹا جارہا تھا' رگوں کو کاٹنے والا زہر تھا جو اس کے اندر اتر کر سانس تک لینا دشوار کررہا تھا۔ آج عیشا کا نکاح تھا وہ صبح سے بولائی بولائی پھر رہی تھی' نائلہ آپا اس کی دگرگوں حالت دیکھ کر بصد اصرار اسے اپنے ساتھ بازار لے آئی تھیں۔ انہیں خود کچھ شاپنگ کرنی تھی خیال تھا کہ اس طرح وہ بھی بہل جائے گی مگر یہاں برہان اور عیشا سے ملاقات ہوگئی۔ عیشا کس قدر مطمئن نظر آرہی تھی اور برہان بالکل بے فکر۔

"اوہو تو آپ لوگ بھی شاپنگ پر نکلی ہوئی ہیں' لگتا ہے شام کو ہونے والے نکاح میں شرکت کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔" وہ خوش دلی سے بولا تو ماریہ کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"اور تم کیسی ہو؟ بظاہر تو ٹھیک لگ رہی ہو مجھے تو خبر ملی تھی کہ تم اداس ہو۔ اچھا چھوڑو ان باتوں کو چلو گھر چلتے ہیں' باقی باتیں گھر جا کر کریں گے۔" اس نے یک دم ہی بات بدل کر ماریہ کا ہاتھ پکڑ کر لگاوٹ سے کہا۔ ماریہ کی آنکھیں بلاوجہ ہی نمکین پانی سے لبالب بھر گئیں' بے بسی کے احساس نے الگ جھنجھلاہٹ میں مبتلا کردیا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں اور جب آنا ہوگا خود ہی جاؤں گی۔" وہ چاہ کر بھی آنے سے قطعی انکار نہیں کرسکی' عجیب سی لاچاری تھی۔

"اچھی بات ہے' تمہارا اپنا گھر ہے جب دل چاہے آجانا۔" اس نے برہان کی گرفت سے ہاتھ چھڑانا چاہا' اس نے ماریہ کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے خود ہی اس کا ہاتھ آہستگی سے چھوڑ دیا اور عیشا کے ساتھ چلا گیا۔ ماریہ کا دل کہیں پاتال میں ڈوب گیا تھا۔

"آپا...... آپ ان سے میرے بارے میں بات کرتی ہیں' آپ نے ہی ان سے کہا ہے ناں کہ میں اداس رہتی ہوں۔" وہ دکان سے باہر نکلتے ہوئے ان پر الٹ پڑی۔

"اب وہ خود ہی فون کرکے پوچھتا ہے تو میں کیا کروں۔" نائلہ بھی اس کے پیچھے آتے ہوئے بولیں' وہ غصے سے بہت تیز تیز چل رہی تھی مگر چند قدم چل کر ہی وہ لڑکھڑائی اگر نائلہ اسے بروقت نہ سنبھالتیں تو وہ یقیناً وہیں گر جاتی۔ نائلہ کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے جیسے تیسے انہوں نے اس کے نڈھال وجود کو سنبھال کر ٹیکسی روکی۔

"بھائی...... فوراً قریبی کلینک لے چلو۔"

"پلیز آپا...... مجھے نہیں جانا' بس گھر لے چلیں۔" ماریہ متامل تھی' اس کے منع کرنے کے باوجود نائلہ اسے قریبی کلینک لے آئیں۔ اس کی نڈھال شکستہ حالت زرد رنگت انہیں متوحش کرگئی تھی مگر کچھ ہی دیر بعد وہ ساری فکر اور ہمدردی چھوڑ کر اس پر برس رہی تھیں۔

"مجھے یقین نہیں آرہا تم جیسی سمجھ دار لڑکی اس قدر احمقانہ حرکت کرسکتی ہے' اتنی بڑی بات تم نے ہم سب سے پوشیدہ رکھی اور کسی کو نہیں کم از کم برہان کو تو بتادیتیں' آخر چاہتی کیا تھیں تم؟"

"آپا...... میں کچھ نہیں چاہتی' بس یہی چاہتی ہوں کہ برہان کے لیے فیصلہ کرنا آسان ہوجائے۔" وہ روہانسی ہوکر بولی۔

"اس طرح تم اپنا اور اس کا نقصان کررہی ہو' آج

URDUSOFTBOOKS.COM

نہیں تو کل اسے پتا چلے گا پھر......" وہ متفکر ہوئیں۔

"پھر کچھ نہیں وہ مجھے چھوڑ چکے ہیں' آج نکاح کررہے ہیں۔" وہ ضبط کرتے کرتے بھی رودی۔

"ماریہ...... یہ بات جاننا برہان کا حق ہے' گھر چھوڑ کر آنا تمہارا فیصلہ تھا۔ برہان نے تمہیں مجبور نہیں کیا' تم اسے کس بات کی سزا دے رہی ہو۔ اتنی بڑی خوشی اس سے مخفی رکھ کر' وہ تو تمہیں اب بھی ساتھ چلنے کا کہہ رہا تھا' تم نے خود انکار کردیا۔ کم از کم اسے یہ بات تو بتاؤ کہ وہ باپ بننے والا ہے' دیکھنا وہ ہر چیز چھوڑ کر بھاگا چلا آئے گا۔" جویریہ کا ناصحانہ انداز اسے گراں گزرا' آپا کے لیے سب آسان تھا' وہ اس کے احساسات سے بالکل انجان تھیں۔

"آپا میں اپنی محبت میں شراکت برداشت نہیں کرسکتی' اس تصور سے ہی میری جان نکلنے لگتی ہے کوئی اور ان کی زندگی میں اہم ہو' وہ کسی اور کو اس قدر چاہیں جتنا مجھے چاہتے ہیں میں نہیں برداشت کرسکتی۔" وہ سسکی۔

"کم عقل لڑکی تم صرف اپنے بارے میں سوچ رہی ہو' اپنے آنے والے بچے متعلق نہیں۔ کتنے سالوں بعد اللہ نے تمہیں یہ خوشی دی ہے اور تم ناشکری بن رہی ہو۔" آپا نے اسے سخت لہجے میں ٹوکا۔

"آپا...... مجھے بھی نہیں پتا تھا ورنہ شاید میں نہیں آتی' مجھے بھی وہاں سے آنے کے بعد علم ہوا اور اب میں یہ بہانہ بنا کر واپس نہیں جانا چاہتی۔ کچھ بھی ہو آپا...... آپ کو میری قسم آپ انہیں نہیں بتائیں گی' کم از کم آج کے دن نہیں۔" اس نے لجاجت سے کہا' نائلہ متذبذب تھیں مگر اس کی شکستہ حالت دیکھ کر انہوں نے اس کی بات مان لی۔

❁......❁......❁

برہان شام ڈھلے اسے لینے آ گیا حالانکہ کچھ گھنٹے پہلے وہ اس کے ساتھ جانے کی پیش کش رد کرچکی تھی مگر اب انکار کی تو گنجائش نہیں تھی۔ امی نے سختی سے کہہ دیا تھا۔

"بہت ہوگئی تمہاری من مانی' اب اپنے گھر جاؤ۔ اتنا اچھا شوہر مل گیا قدر کرو اس کی' ناراض ہو کر تم آئی تھیں پھر بھی لینے آ گیا۔" امی کی منطق ہی نرالی تھی' انہیں برہان میں کوئی خامی نظر ہی نہیں آتی تھی۔ ابو اور بھائیوں سے امی نے کسی بات کا ذکر تک نہیں کیا تھا پھر بھی بڑے بھائی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بہت تسلی دی تھی۔

"ماریہ گڑیا...... یہ تمہارا اپنا گھر ہے جب دل چاہے آجانا' ابھی تمہیں برہان لینے آیا ہے آج ان کے گھر میں تقریب ہے اور تمہارا جانا ضروری ہے۔" نائلہ آپا کی تاکید نے اسے زچ ہی کردیا۔

"ماریہ جان...... اسے جاتے ہی بتا دینا یہ اس کا حق ہے۔" اور بتانا تو تھا ہی مگر جاتے ہی بتانے کی تاکید بے جا تھی اس کے پاس وقت ہی کہاں ہوگا' اس نے جل کر سوچا۔

برہان اور عیشا کی تقریب میں اس کا شریک ہونا ازحد ضروری تھا' وہ واپسی کے سفر میں مضمحل تھی۔ چند گھنٹوں پہلے یہ شخص اتنا پرایا نہیں لگ رہا تھا جتنا اس وقت اجنبی اور پرایا لگ رہا تھا۔

"تم کہاں غائب ہوگئے تھے' نکاح ہو بھی چکا ہے اب آرہے ہو۔" جویریہ آپا دروازے میں ہی مل گئیں۔

"کہیں نہیں اپنی بیوی کو لینے گیا تھا کسی اور کو اس کی کمی محسوس نہ بھی ہو مگر مجھے شدت سے اس کی کمی محسوس ہورہی تھی۔" وہ جتا کر بولا۔

"اچھا اب اندر آؤ' وہ لوگ رخصتی کے لیے شور کررہے ہیں۔" جویریہ عجلت میں کہہ کر پلٹ گئیں۔

"یہ فرہاد ہیں عیشا کے شوہر اور یہ میری مسز ماریہ برہان...... عیشا کے پہلو میں بیٹھا شخص کوئی اور تھا' نہایت سنجیدہ صورت اور باوقار نظر آنے والا فرہاد نامی شخص کچھ جانا پہچانا سا لگا۔ وہ برہان کے دوست جواد کے بڑے بھائی تھے وہ جواد کی بہن کی شادی کی تقریب میں گئی تھی اور وہیں اس نے فرہاد بھائی کو دیکھا تھا۔

"میری جان...... اب اس قدر بھی حیران ہونے کی

W.URDUSOFTBOOKS.COM

ضرورت نہیں' سب کو پتا چل جائے گا کہ تم کتنی عقل مند ہو۔" وہ اس کے کندھوں کے گرد بازو حمائل کرکے اس کے کان میں بولا۔ وہ دل میں در آنے والے اطمینان اور سکون کے ناقابل بیان احساسات کے باوجود اس پر ایک برہم نظر ڈال کر رہ گئی۔

فرہاد کی بیوی کا انتقال تین سال قبل دوسرے بچے کی ولادت پر ہوگیا تھا' فرہاد دوسری شادی کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ کوئی بھی دوسری عورت ان کے بچوں کو سگی ماں کی طرح محبت نہیں دے سکتی اور نہ ہی ان کا خیال رکھ سکتی ہے مگر عیشا سے ایک ہی ملاقات کے بعد اس کی زندگی میں در آنے والے نشیب وفراز کی بابت برہان اور اپنے بھائی جواد کی زبانی جان کر' ان کے لیے فیصلہ کرنا آسان ہوگیا۔ وہ خود بھی سیدھے سادے انسان تھے' ان کی شادی کے لیے کوئی خاص ڈیمانڈ نہیں تھی' انہیں عیشا جیسی صابر' قناعت پسند لڑکی متاثر کرگئی تھی۔ وہ صرف یہی چاہتے تھے کہ عیشا ان کے بچوں کا خیال رکھے' عیشا کو بھلا کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ فرہاد نے بھی عیشا کے بیٹے کی ہر ذمہ داری اٹھانے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ عیشا سے عمر میں آٹھ دس سال بڑے تھے مگر بے حد سلجھے ہوئے اور روشن خیال انسان تھے۔ اچھا خاصا باشعور گھرانہ تھا' فرہاد کی بہترین جاب تھی۔ دونوں خاندان ایک دوسرے کو برسوں سے جانتے تھے' دونوں طرف کے لوگ خوش اور مطمئن تھے خصوصاً عیشا مطمئن بھی تھی اور برہان کی احسان مند بھی اس نے رخصتی کے وقت کہا تھا۔

"ماریہ...... شاید تمہیں یہ دوغلا پن لگے مگر یہ حقیقت ہے کہ میں نے برہان کو کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا ہمیشہ بڑے بھائی والا رتبہ اور احترام دیا اور آج ایک بھائی کی طرح مجھے رخصت بھی کررہا ہے اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں تم دونوں کی احسان مند ہوں۔" زینب نے ابتداء میں اس رشتے کی مخالفت کی تھی مگر پھر عیشا کو مطمئن دیکھ کر وہ بھی پُرسکون ہوگئی تھیں۔

❀......❀......❀

"تو یہاں میرے علاوہ سب جانتے تھے حتیٰ کہ میرے گھر والے بھی' سب ہی شریک تھے اس شادی میں اور سب نے مل کر مجھے بے وقوف بنایا۔" وہ سخت خفت محسوس کررہی تھی۔

digest.library.com

"نہیں یار...... اس کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ تم پہلے ہی کچھ کچھ پاگل ہو۔" اس نے والہانہ انداز میں کہتے ہوئے اس کے گرد بازو حمائل کردیئے۔

"ہاں آپ کے لیے تو یہ سب مذاق تھا اور میری کڑی آزمائش۔" وہ روہانسی ہوگئی۔

"ارے تم کیوں شکوہ کررہی ہو؟ تمہیں تو میری ہر بات کی خبر تھی' میری اداسیوں کی وجہ' میری خوشیوں کا سبب اور وہ کیا کہا تھا تم نے بات ساری محبت اور دلچسپی کی ہے جو لوگ دل کے قریب ہوتے ہیں ان کے لیے تردد نہیں کرنا پڑتا وغیرہ وغیرہ۔" ماریہ نے اسے خفگی سے دیکھا۔

"غلطی ہوگئی مجھ سے جو میں نے ایسا کہا' آپ نے ہمیشہ گریز برتا۔ مجھے یہی لگا آپ کے نزدیک میری حیثیت اور اہمیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ اب بھی اپنے ماضی میں بھٹک رہے ہیں' میں ہمیشہ اندیشوں میں گرفتار رہی آپ نے کبھی میری غلط فہمی دور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ میری تکلیف کا احساس نہیں تھا آپ کو' اتنے دن میں اذیت ناک سوچوں کا شکار رہی اگر آپ کو ذرا بھی احساس ہوتا تو مجھے بتادیتے۔" وہ برہم ہوئی۔

"بالکل احساس تھا میری جان...... مگر میں پہلے اس مسئلے کو حل کرنا چاہتا تھا۔" اس کے انداز پہلے بھی ایسے ہی تھے اس وقت بھی وہ بھکنے کے لیے تیار تھا۔

"اونہہ...... اگر یہ مسئلہ اب بھی حل نہ ہوتا گزشتہ ڈیڑھ ماہ میں آپ کو کھودینے کے خیال سے ہر دن' ہزار بار مری ہوں میں' اگر میرے بچے کو کچھ ہوجاتا' اگر میں اسے کھودیتی......" وہ ضبط کرتے کرتے بھی برہان کے بازوؤں میں بکھر گئی۔

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM

"ماریہ......! کیا کہا تم نے......! او میرے اللہ...... میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی کی خبر تم اس طرح آنسو بہاتے ہوئے سنا رہی ہو۔ پاگل لڑکی...... یہاں دیکھو میری طرف یہ بات چھپانے کی تھی کی' پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے اور دیکھو تمہارے گھر والوں نے بھی پوشیدہ رکھا۔" وہ اس کی وارفتگی اور استفسار دونوں سے خائف ہوگئی۔

"گھر میں کسی کو نہیں پتا' نائلہ آپا کو بھی آج ہی پتا چلا ہے اور میں نے انہیں آپ کو بتانے سے منع کردیا تھا۔" وہ اکھڑے ہوئے لہجے میں بولی' آنکھیں بدستور بھیگ رہی تھیں۔

"مگر کیوں؟" وہ حیران ہوا۔

"میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ کسی کشمکش کا شکار ہوں۔" وہ پست آواز میں گویا ہوئی' وہ اس کے آنسوؤں کو پوروں پر سمیٹتے ہوئے مسکرا دیا۔

"تمہاری اس معصوم صورت کا شکار ہونے کے بعد میں کسی بھی کشمکش کا شکار کیسے ہوسکتا تھا۔" وہ اس کے چہرے پر جھکا' ماریہ تڑپ کر اس کے حصار سے نکلی۔

"اپنی والدہ محترمہ کو یہ خوش خبری سنا کر آئیں کہ وہ دادی بننے والی ہیں' کہیں ایسا نہ ہو صبح تک وہ آپ کی ناخوشگوار' بے رنگ زندگی کی محرومیاں دور کرنے کے لیے پھر کسی لڑکی کو منتخب کرلیں اور آپ کی دوسری شادی کرانے پر کمربستہ ہوجائیں۔ کیا پتا وہ اب تک کوئی نام سوچ بھی چکی ہوں اور ہوسکتا ہے اس بار آپ مجبور ہوکر شادی کر بھی لیں۔" اس نے منہ پھلا کر خفیف سا طنز کیا' برہان بے ساختہ ہنس دیا۔

"اچھا اتنا ناقابل اعتبار ہوں میں۔" اس نے شوخ و شریر لہجے میں استفسار کیا۔

"میں ہمیشہ اندیشوں کا شکار رہی اور آپ گریز برتتے رہے' کبھی مجھے میری اہمیت کا احساس نہیں دلایا۔" اس نے سلگ کر کہا۔

"تمہیں پتا ہے مجھے لمبے لمبے رومانی مکالمے نہیں بولنے آتے' ویسے بھی جذبات الفاظ کے مرہون منت نہیں ہوتے اور اب پلیز لڑائی جھگڑے کو چھوڑ کر صلح کرلو۔ اتنے دنوں بعد ہاتھ لگی ہو اور اب بھی تمہیں مجھ پر رحم نہیں آرہا۔" اس کی سرگوشی نے ماریہ کو شرم سے سرخ کردیا۔

"اونہہ...... منہ دیکھے کی محبت ہے' اتنے دنوں آپ مجھ سے ملنے آئے نا ہی مجھے فون کال کی اور اس بات پر ہی کیا موقوف آپ تو ہمیشہ مجھے میرے میکے جانے کی اجازت اس طرح دیتے ہیں جیسے جان چھڑانا چاہ رہے ہوں۔ میں ہمیشہ اپنی مرضی سے خود آتی ہوں' میں آپ کی من چاہی بیوی نہیں ہوں ناں' آپ کے سر سے تو بلا اترتی ہے پلٹ کر کبھی پوچھتے بھی نہیں کب آرہی ہو۔" اس کے معصومانہ شکوے پر برہان ہنستا چلا گیا۔

"میری اچھائی پر بھی اعتراض ہے تمہیں' میری شرافت پر شک ہے' میں تمہاری خوشی کا خیال کر کے کچھ نہیں کہتا اور تم شکایت کررہی ہو۔ ٹھیک ہے میری جان...... اب تمہیں میکے جانے کی اجازت نہیں ملے گی' ایک دن بلکہ ایک گھنٹے کے لیے بھی نہیں۔" وہ فوراً ہی سنجیدہ ہوگیا' ماریہ بری طرح پچھتائی شکایت کر کے۔

"میرا یہ مطلب تو نہیں تھا۔" اس نے ٹپٹا کر جلدی سے کہا۔ برہان کا شوخ بے باک قہقہہ اسے خجل کرگیا۔ دوسرے ہی پل ماریہ کے ہونٹوں پر بھی مہکتے گلاب بکھر گئے' اس کی ہنسی کے جلترنگ خوش رنگ گلاب برہان کو یقین دلا رہے تھے کہ ان کی آنے والی زندگی حسین اور خوشنما ہوگی۔ گلاب رت ان کی زندگی میں ہمیشہ کے لیے در آئی تھی۔

WWW.URDUSOFTBOOKS.COM